امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- ■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- ■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
- ■ نظام قضا اور اسلام
- ■ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی......
- ■ اردو صحافت ادب اطفال......
- ■ غزوات نبوی ﷺ؛ ایک جائزہ
- ■ مسلم پرسنل لاء اور یکساں سول کوڈ
- ■ ملی سرگرمیاں ہفتۂ رفتہ، طب وصحت

جلد نمبر 62/72 — مورخہ ۲۵ر ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۱ر نومبر ۲۰۲۲ء روز سوموار — شمارہ نمبر 44

تعلیم، اتحاد اور انسانیت کی خدمت وقت کی ضرورت

مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر

جھارکھنڈ کی راجدھانی رانچی میں امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس اہم تجاویز کے ساتھ اختتام پذیر

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی سالانہ مجلس شوریٰ کا اجلاس 16 نومبر 2022ء کو شہر رانچی کے عائشہ ٹاور ڈاکٹر فتح اللہ روڈ میں امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے 60 سے زائد ارکان شوریٰ اور اصحاب فکرونظر نے شرکت کی اور زیر بحث ایجنڈوں میں اپنے قیمتی آراء پیش کیے، اس موقع پر حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ امارت شرعیہ پورے عالم اسلام کے لیے ایک مثالی ادارہ ہے، جس کی حفاظت وصیانت اور فکر اسلامی کی ترویج واشاعت میں اپنی صلاحیت اور وسعت کے مطابق جدو جہد کرنا چاہیے اور انسانیت کی خدمت کے جذبہ سے اپنے دل میں وسعت اور علاقائی عصبیت سے اوپر اٹھ کر اخوت وبھائی چارگی اور اخلاص وللّٰہیت کے جذبہ سے کام کرنا چاہیے، اکابر امارت نے ملت کی شیرازہ بندی کے لیے بڑی جدو جہد کی ہے اس شیرازہ کو کبھی بکھرنے نہ دیجئے، ہر ایک کے ساتھ احترام واکرام کے ساتھ پیش آیئے اور سبھوں کو جوڑنے کی کوشش کرکے کام کو آگے بڑھایئے، حضرت امیر شریعت نے امارت شرعیہ کی یکسالہ کارکردگی پر ارکان شوریٰ کی جانب سے تحسینی کلمات کی قدر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے رفقاء کار نے ٹیم ورک کے ساتھ کام کو منظّم کرنے کی جدو جہد کی اور اخلاص وللّٰہیت کے جذبہ کے ساتھ امارت کے کاموں کو آگے بڑھا کر ادارہ کو تقویت پہونچائی ہے، اس پر ہم سب کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، نیز معزز ارکان شوریٰ اور شہر رانچی کی مجلس استقبالیہ کے منتظمین بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس اجلاس کے لیے خوشگوار ماحول بنانے کی ہر جہت سے جدو جہد کی، اللہ ان سبھوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے شعبہ پروجیکٹ منیجمنٹ کی کارکردگی کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ تین ساڑھے تین ماہ کی مختصر مدت میں جو اہم کارنامے انجام دیئے وہ نہایت ہی خوش کن ہیں، انہوں نے گوگل شیٹ پر مجوزہ منصوبوں کی فہرست اور جن منصوبوں پر عملی طور پر کام کا آغاز ہو چکا ہے اس کی تفصیلات بھی بتلائیں، اور مختلف مراحل میں زمین کو حاصل کرنے سے لیکر پروجیکٹ کو شروع کرنے کے طریقہ کار، ماڈل نقشہ کی تیاری اور مختلف علاقوں میں امارت کے نئے دفاتر کے قیام کے تعلق سے مجوزہ منصوبوں کی بھی وضاحت کی، آپ نے اس موقع پر مدارس اسلامیہ کے حالیہ سروے پر بھی تشویش کا اظہار کیا، اور مدارس اسلامیہ کنونشن کے ذریعہ طے کی گئی تجاویز بھی بیان کی، انہوں نے کہا کہ اس شعبہ نے بہت ہی کم مدت میں اپنی منفرد شناخت قائم کرلی ہے، امارت شرعیہ کے قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے مرکزی وذیلی دارالقضاء کی تفصیلی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ دارالقضاء کی کارکردگی گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں بہت بہتر رہی ہے، بروقت معاملات کے تصفیے انجام پائے ہیں، مرکزی دارالقضاء میں 1444ھ میں 572 معاملات دائر ہوئے، اسی طرح 2168 سند نکاح جاری کیے گئے، انہوں نے کہا کہ اس وقت 82 مقامات پر دارالقضاء قائم ہیں ماضی میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے جو دس دارالقضاء کے قیام کا ہدف مقرر کیا تھا وہ الحمدللہ پورے ہوئے اور آئندہ کے لیے دس کا منصوبہ ہے، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے دفتر نظامت کی طرف سے شعبہ جات امارت شرعیہ کی یکسالہ کارکردگی رپورٹ کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کے فضل وکرم سے امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی قیادت میں امارت کا یہ قافلہ اپنی منزل کی جانب محو سفر ہے، حضرت کی یکسالہ عہد امارت میں کئی اہم نئے شعبے، شعبہ اصلاحات اراضی، پروجیکٹ منجمینٹ کا شعبہ اوقاف جائداد کے تحفظ کے شعبے قائم ہوئے؛ جس سے ملت کی بہت سی ضرورتیں پوری ہور ہی ہیں، دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو ہر طرح کے شرور وفتن سے محفوظ رکھے اور ہم سب کی خدمت کو قبول فرمائے، جناب ارشاد اللہ صاحب چیئر مین بہار سنی وقف بورڈ نے کہا کہ اوقاف کی جائداد کے تحفظ کے لیے امارت شرعیہ نے جو شعبہ قائم کیا وہ وقت کی اہم ضرورت ہے، اگر مساجد، مدارس، خانقاہوں اور قبرستانوں کی زمین کو تحفظ حاصل نہیں ہوا تو مستقبل میں کئی طرح کی قانونی پیچیدگیاں اور دشواریاں پیدا ہوجائیں گی، اس لیے جس جگہ کی اراضی رجسٹرڈ نہیں ہیں انہیں رجسٹرڈ کرایا جائے، جناب مولانا مطیع الرحمن سلفی نے کہا کہ امارت شرعیہ کی کارکردگی رپورٹ نہایت ہی اطمینان بخش ہے، مجھے امید ہے کہ مستقبل میں یہ ادارہ مزید ترقی واستحکام سے ہمکنار ہوگا، مولانا ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ نظامت کی رپورٹ قابل صد شکر ہے، اس سے اندازہ ہوا کہ امارت شرعیہ کے اکابر وذمہ داروں کی انگلی حالات کے نبض پر ہے، اس لیے عوام میں امارت شرعیہ کا وقار واعتبار بلند ہے

(بقیہ صفحہ:۱۲ر پر)

تجاویز

(1) یہ اجلاس گذشتہ ایک سال میں حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے حکم سے انجام دیئے گئے کاموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور جن شعبوں کا اضافہ کیا گیا ہے، شعبہ پروجیکٹ مینجمنٹ، شعبہ اصلاحات اراضی، شعبہ اوقاف اس کے قیام کو وقت کی ضرورت سمجھتا ہے، اجلاس حضرت امیر شریعت کے اس فیصلہ کی توثیق کرتا ہے۔

(2) اصلاح معاشرہ کے کاموں میں مزید استحکام اور وسعت کے طریقۂ کار کے سلسلہ میں حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے حکم کے مطابق کوئی خاکہ تیار کیا جائے، جس میں خواتین پر خصوصی توجہ دی جائے کیوں کہ معاشرہ کی اصلاح میں ان کا کردار انتہائی اہم ہے، خاندان میں اصلاح نہیں ہوگی تو سماج میں اصلاح نہیں ہوگا۔

(3) گاؤں گاؤں میں مکتب کے خود کفیل نظام کے قیام کے سلسلہ میں ہم اراکین شوریٰ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس سلسلہ میں جدو جہد کریں گے اور شعبۂ تعلیم کے مشورہ سے کام کو آگے بڑھائیں گے۔ اور اس کی رپورٹ بھی کم از کم ماہانہ مرکزی دفتر کو ارسال کریں گے۔

(4) مدارس اسلامیہ بہتر خدمات انجام دے رہے ہیں، ان اداروں نے خدا بیزار ماحول میں اسلامی اخلاق واقدار کے ساتھ اچھے افراد تیار کیے ہیں جو ملک اور بیرون ملک میں بہتر خدمات انجام دے رہے ہیں، موجودہ حالات میں یہ اجلاس ضروری سمجھتا ہے کہ مدارس کے اراضی کو مدرسہ کے نام اگر وقف یا رجسٹرڈ نہ ہو تو وقف کرلیا جائے، یا سوسائٹی ایکٹ کے تحت کرالیا جائے۔

(5) جو ارکان شوریٰ اپنے علاقہ میں عصری تعلیم کے ادارے قائم کرسکتے ہوں انہیں اس سلسلہ میں کوشش کرنی چاہیے تاکہ ہم اپنے طلبہ کو اسلامی ماحول میں بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ معیاری عصری تعلیم فراہم کرسکیں اور نئی تعلیم پالیسی کے مضر اثرات سے اپنے بچوں کو بچاسکیں۔

(6) جھارکھنڈ میں اگر سہولیات حاصل ہوجائے تو امارت شرعیہ دارالقضاء کی تعداد کو یہاں بڑھائے اور کوشش کی جائے کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کے مقرر کردہ ہدایت پر ایک لاکھ پر ایک دارالقضاء کا قیام عمل میں آجائے۔

(7) جھارکھنڈ میں اب تک اقلیتوں کے کوئی ادارے قائم نہیں ہوسکے ہیں، مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، وقف بورڈ، اور دوسرے ادارے قائم کرانے کے لیے حکومتی سطح پر کوشش کی جائے، اس کے کے لیے ذیلی دفتر رانچی کے ذمہ دار قاضی محمد انور صاحب اور جھارکھنڈ کے ارکان ارباب حل وعقد، مجلس شوری کے ارکان اجتماعی جدو جہد کریں اور ضرورت محسوس ہو تو مرکزی دفتر سے بھی مدد لی جائے۔

(8) یہ اجلاس جمشید پور اور رانچی اجلاس کے منتظمین ومعاونین قاضی محمد انور صاحب اور ان کے رفقاء کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے، جنہوں نے امارت شرعیہ کے مہمانوں کے قیام وطعام کا بہتر انتظام کیا اور ہر قسم کی سہولت بہم پہونچائی، اللہ ان کو بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

(9) ایسے دارالقضاء جن کی رپورٹ دفتر کو موصول نہیں ہورہی ہیں ان کے پاس ایک وفد بھیجا جائے تاکہ صحیح صورت حال سامنے آسکے، وفد کے ارکان حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کو رپورٹ دیں اور حضرت اس سلسلہ میں کوئی واضح فیصلہ کردیں تاکہ اس کا سد باب ہوسکے۔

(10) امارت شرعیہ کے ذیلی اداروں کے لیے ٹرسٹ قائم ہیں ان سب کے سربراہ حضرت امیر شریعت ہی ہیں اور مجلس شوریٰ سب کی مجلس اعلیٰ ہے، اس لیے اس کے ذریعہ پاس شدہ تجاویز حضرت امیر شریعت صاحب مدظلہ کی منظوری کے بعد سبھی اداروں پر نافذ العمل ہوں گے، اس سلسلہ میں قانونی اندراج کی کارروائی دوماہ کے اندر مکمل کرلیا جائے، اس کام کے لیے جناب ذاکر بلیغ صاحب ایڈوکیٹ اور جناب عبدالوہاب انصاری صاحب اصلاحات اراضی کی ایک کمیٹی بنادی گئی ہے، جو مقررہ مدت میں اس کام کو مکمل لرلے۔

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

حالات سے مایوس نہ ہوں

’’وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِیۡ الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا‘‘ اورزمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو۔

مطلب:۔زمانہ جاہلیت میں نسلی برتری اور کہتری نے انسانی سماج کو مختلف خانوں میں تقسیم کر رکھا تھا،جس کی وجہ سے تشدد اور نفرت کی دیواریں کھڑی ہوگئی تھیں،خانہ جنگی سے انسانیت کراہ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے عالم انسانیت کی ہدایت کے لئے نبی آخری الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی وحدانیت کا پیغام سنایا اور ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز بلند کی اور انسانیت کی بنیاد پر مساوات انسانی کو فروغ دینے پر توجہ دلائی اور فرمایا کہ انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا اور انسانی رشتوں کا احترام کرنا،فطرت انسانی کا حصہ ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذہن سازی کی، پھر افراد تیار کئے اور اس کے لئے قانون وضع کئے یعنی انسانی جان کی حفاظت کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کی، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا اثر پورے جزیرۃ العرب پر پڑا اور اس کی شعاعیں پورے عالم میں پھیلیں،جس سے تکریم انسانیت کا جذبہ ابھرا،لیکن بدقسمتی ایسی کہ بعد کے دور میں جب مغربی قوموں پر مادی قوتوں کا غلبہ حاصل ہوا تو اس نے مسلمانوں کے خلاف تخریبی کاروائیاں شروع کردیں اور اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اس کے فلسفہ امن وعدل کو دہشت گردی سے جوڑنا شروع کردیا اور میڈیا کے ذریعہ اس مفروضہ کی اتنی تشہیر کی کہ دنیا کا ایک طبقہ اس بہتان تراشی اور پروپگنڈہ سے متاثر ہوگیا،اس نے اسلامی مملکت اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے لگا تاکہ مسلمان احساس کمتری میں مبتلا ہوکر ہمت وحوصلہ کھو بیٹھے، اس قوم نے اپنی شیطانی سیاست سے ہندستان کو بھی اپنا غلام بنالیا، جس نے آہستہ آہستہ مسلمانوں پر شکنجہ کسنا شروع کردیا، پھر جب اس نظریے کے حامل فرقہ پرست جماعتوں کے ہاتھوں میں باگ ڈور آئی تو اس نے وطن عزیز کے امن وامان کو بگاڑنا شروع کیا، اس کی حلیف پارٹیاں اور اس کے ہمراہ شرپسند افراد اپنے مذہبی جذبات کی تسکین کے لئے مسلمانوں کو نشانہ بنایا،ٹرینوں،بس اڈوں،شاہراہوں پر بے قصور مسلمانوں کو کبھی بیف کے نام پر اور کبھی جذباتی نعروں کے ذریعہ زدوکوب کرتے آرہے ہیں،حتی کہ شدت پسندی میں کئی لوگوں کو شہید کردیا،اس شرمناک اور مجرمانہ حرکت نے ملک کی فضا کو مکدر کردیا ہے،جس کی وجہ سے ملک کا ایک مخصوص طبقہ خوف ودہشت کے سایے میں زندگی گذار رہا ہے،جو کہ ملک کے جمہوری اقدار وروایات کے قطعی منافی ہے،اس سے ملک کی ترقی کی رفتار میں رکاوٹ پیدا ہورہی ہے،اس لئے حکومتی سطح سے ظلم وزیادتی کو روکنے اور شرپسندوں کو پابہ سلاسل بنانے کے لئے سخت قانون بنانے کی ضرورت ہے، تاکہ عدل وانصاف کو پوری غیر جانبداری کے ساتھ نافذ کیا جاسکے،امن پسند اور انصاف پرور شہریوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ شرپسندوں کے خلاف میدان میں اتریں اور ملک کو ان کے ظلم سے نجات دلانے کے لئے حکمت عملی اختیار کریں،ان مشکل حالات میں مسلمانوں صبر واستقامت سے کام لیں اور اپنے دفاع کی جدوجہد میں لگے رہیں، یہ ایک آندھی ہے، جو گذر جائے گی، ماضی میں بھی عداوتوں کے طوفان اٹھے،مخالفتوں کی لہریں موجزن ہوئیں،لیکن نہ مسلمانوں کے حوصلے پست ہوئے اور نہ ہی صبر واستقامت کا دامن چھوٹا۔

عورتوں کے لئے درس عبرت

’’حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اپنا اور اپنی بیوی فاطمہؓ کا قصہ نہ سناؤں؟انہوں نے عرض کیا کہ ضرور سنائیں، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ خود چکی پیستی تھیں،جس سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے اور خود ہی مشک بھر کر لاتی تھیں،جس سے سینہ پر نشان پڑ گئے تھے،خود ہی جھاڑو دیتی تھیں،جس کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے تھے، ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لونڈی غلام آئے، میں نے فاطمہؓ سے کہا کہ اگر تم اپنے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر ایک خادم مانگ لو تو اچھا ہے،سہولت رہے گی، وہ گئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے،اس لئے واپس چلی آئیں، دوسرے دن خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم کل کس کام سے آئی تھیں؟ وہ چپ ہوگئیں، آپ کے سامنے مدعا رکھا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا: فاطمہ! اللہ سے ڈرتی رہو اور اس کے فرض ادا کرتی رہو اور گھریلو کام کرتی رہو اور جب سونے کے لئے جاؤ تو ۳۳/مرتبہ سبحان اللہ،۳۳/مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴/مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، یہ خادم سے بہتر ہے،حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ میں اللہ کی تقدیر اور اس کے رسول کی تجویز سے راضی ہوں۔

وضاحت: آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جہاں نت نئے مسائل کھڑے ہوئے ہیں، وہیں ہمارے سماج میں بہت سی بے راہ روی آگئی، جس سے ہمارے گھروں کی ماں اور بہنیں بھی حد درجہ آرام طلب ہوگئی ہیں، گھریلو کام اور امور خانہ داری کے لئے ملازمائیں اور خادمائیں رکھنے لگی ہیں اور اس معاملہ میں وہ اس قدر سہولت پسند ہوگئی ہیں کہ گھر کے معمولی کاموں کو بھی خود سے انجام نہیں دیتی ہیں،بس سہیلیوں کے ساتھ فضول اور لایعنی باتوں میں وقت ضائع کریں گی، مگر گھر کے ضروری کاموں کو انجام نہیں دیں گی، حالانکہ حرکت وعمل سے صحت میں توانائی پیدا ہوتی ہے،جسمانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ جن گھروں کی عورتیں اپنے دائرہ عمل میں رہتے ہوئے گھریلو کام کاج کرتی ہیں، وہ اپنی محنت اور جفاکشی کی وجہ سے ہمیشہ چاق وچوبند رہتی ہیں اور جو سہولت پسند واقع ہوئی ہیں، وہ اکثر جسمانی عوارض میں مبتلا رہتی ہیں، اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لائق صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو گھریلو کام کاج کرنے کی تلقین فرمائی اور دعاء بھی بتلائی، تاکہ انہیں قلبی سکون حاصل ہو اور تکان کا احساس کم ہوجائے، اب غور کیجئے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی بیٹی کے لئے خادماؤں کے رکھنے کو پسند نہیں فرمایا تو صرف سہولت آسائش کی خاطر ہمارے لئے خادماؤں کا رکھنا کس طرح مناسب ہوگا، ہاں! جو عورتیں معمر ہیں یا جسمانی امراض میں گھری ہوئی ہیں، مجبور ومعذور ہیں، ان کے لئے مجبوری ہوسکتی ہے کہ ملازماؤں سے گھریلو کام لیں، مگر جن عورتوں کو اللہ نے صحت وتندرستی کی نعمت عطا کی ہے، ان کے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ سستی وکاہلی کی وجہ سے خادماؤں کا سہارا لیں، ان کے لئے یہ حدیث نمونہ عمل ہے، وہ بار بار پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔

دینی مسائل

مفتی احکام الحق قاسمی

قانون وصیت پر اعتراض اور اس کا جواب

س: قانون وراثت پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وصیت کی تحدید ایک تہائی مال میں اور غیر وارث لئے درست نہیں ہے، پورے ترکہ میں وصیت کے نفاذ کی گنجائش ہونی چاہئے، نیز اپنے بچوں کے لئے بھی وصیت کی اجازت ہونی چاہئے، کیونکہ قرآن کریم میں بچوں کے نام وصیت کرنے کی ممانعت نہیں ہے، یہ ممانعت بغیر کسی اساس اور بنیاد کے عائد کردی گئی ہے،اس لئے اس قانون کو بدلنا چاہئے۔

ج: ایسا لگتا ہے کہ اعتراض کرنے والے کے نزدیک قرآن کریم سے ثابت شدہ احکام ہی قابل عمل اور لائق تنفیذ ہیں، ان کے علاوہ احادیث نبویہ، اجماع امت اور قیاس سے ثابت شدہ احکام قابل عمل اور لائق تنفیذ نہیں ہیں، اگر ایسا ہے تو یہ سراسر غلط وبے بنیاد اور شریعت سے ناواقفیت یا اس سے دوری کا نتیجہ ہے، کیوں کہ متفق علیہ ادلہ شرعیہ جن سے ثابت شدہ احکام پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے لازم وضروری ہے، وہ چار ہیں، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور قیاس:’’ان اصول الشرع ثلٰثة الكتاب والسنة واجماع الامة والاصل الرابع القياس المستنبط من هٰذه الاصول‘‘ (الحسامی: ۲)

اگر قرآن کریم سے ثابت شدہ احکام کو مانا جائے اور سنت رسول، اجماع امت اور قیاس سے ثابت شدہ احکام کو نظر انداز کردیا جائے تو اسلامی شریعت کا جنازہ نکل جائے گا اور ان تینوں کو نہ ماننے والا درحقیقت قرآن کو بھی نہیں ماننے والا ہوگا، اس لئے کہ احادیث نبویہ تو قرآن کریم کی تشریح وتفصیل ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہی قرآنی احکامات کی تفصیل وتبیین کے لئے ہوئی ہے، احادیث نبویہ کے بغیر قرآنی احکامات پر عمل کرنا ممکن بھی نہیں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:’’مَا آتَاکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهَاکُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا‘‘ (سورۃ الحشر:۷)

’’وَأَنۡزَلۡنَا إِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَیۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ‘‘ (سورۃ النحل: ۴۴) ’’یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا‘‘(سورۃ النساء: ۵۹)

نیز ایسے شخص کے بارے میں آپؐ نے شدید خفگی اور ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے جو یہ کہے کہ ہمارے لئے قرآن کافی ہے، حدیث کی ضرورت نہیں ہے: ’’عن رافع قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاالفين احدكم متكئا على اريكته ياتيه الامر من امر مما امرت به أو نهيت عنه فيقول لاادرى ماوجدنا فى كتاب الله اتبعناه‘‘ (مشکوۃ، ص: ۲۹۰) مذکورہ تفصیل کے بعد جب ہم شریعت کے مآخذ پر غور کرتے ہیں تو مذکورہ دونوں مسئلہ کی بنیاد احادیث نبویہ کے ذخیرہ میں ملتی ہے، چنانچہ تہائی مال میں وصیت کے نافذ ہونے کے سلسلہ میں بخاری شریف کی روایت ہے:’’حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب بیمار پڑے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، حضرت سعدؓ نے اپنے پورے مال کی وصیت کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، پھر نصف جائداد کی وصیت کرنے کی اجازت چاہی، اس کو بھی منع کردیا، پھر یہ کہا ایک تہائی مال میں وصیت کرنے کی اجازت فرمادیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تہائی مال میں وصیت کرنے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا: یہ بھی بہت ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے وارثین کو مالدار چھوڑو یہ بہتر ہے اس سے کہ تم ان کو تنگدست اور پریشان حال چھوڑو اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھیریں‘‘ (صحیح البخاری: ۱/۳۸۳) یہ روایت اس باب میں واضح ہے کہ وصیت صرف تہائی مال میں نافذ ہوگی، اس لئے تحدید کو غیر مناسب اور بے بنیاد قرار دینا غلط ہے اور شریعت سے ناواقفیت کی بنیاد پر ہے۔

جہاں تک وارثین خاص طور سے اولاد کے لئے وصیت ممنوع اور غیر نافذ ہونے کی بات ہے تو اس کی دلیل ابوداؤد شریف کی روایت ہے:’’حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صاحب حق کا حق دے دیا، لہٰذا اب وارثین کے لئے وصیت نہیں ہے:’’عن شرحبيل بن مسلم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فى خطبة عام حجة الوداع ان الله قد اعطىٰ كل ذى حق حقه فلاوصية لوارث‘‘ (السنن لابی داؤد: ۲/۳۹۶) یعنی آیات میراث کے نازل ہونے سے قبل وارثین کے لئے وصیت جائز و درست تھی، لیکن آیات میراث کے نازل ہونے کے بعد وارثین کے حق میں وصیت ممنوع ہوگئی، اس کا مطلب یہ ہے کہ وصیت کا حکم قرآنی آیات ہی سے منسوخ ہوا:’’عن ابن عباس رضى الله عنهما ان ترك خير الوصية للوالدين والاقربين فكانت الوصية كذالك حتى نسختها آية الميراث‘‘ (السنن لابی داؤد: ۲/۳۹۷)

پورے مال میں وصیت کے نافذ ہونے اسی طرح وارثین کے لئے وصیت کے جواز میں کوئی معقولیت سمجھ میں نہیں آتی ہے، اس لئے کہ وارثین کو تو خود ہی بحیثیت وارث ترکہ سے حصہ مل رہا ہے، تو پھر ان کے لئے وصیت کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے؟ نیز اس میں نقصان یہ ہے کہ جس لڑکے سے زیادہ محبت ہوگی اس کے نام باپ اپنی کل جائداد کی وصیت کردے گا اور دیگر وارثین محروم ہوجائیں گے، اسی طرح کسی غیر وارث کے لئے اپنی کل جائداد کی وصیت کردے گا تو اپنی اولاد بالکلیہ محروم ہوجائے گی، کیا یہ عقل کے مطابق ہوگا کہ ایک لڑکا کل جائداد کا مالک ہو اور دیگر اولاد ودیگر وارثین محروم ہوجائیں یا کوئی غیر وارث کل جائداد کا مالک ہوجائے اور وارثین محروم ہوجائیں؟ قانون بنانے والا خدا ہر زمانہ کے بندوں کے احوال سے اچھی طرح واقف ہے، اس کا ہر قانون حکمت ومصلحت کے عین مطابق ہے، لہٰذا شریعت کے کسی قانون کو غیر معقول قرار دے کر اس میں تبدیلی کا مطالبہ اپنی ہی گمراہی ہے، جس سے احتراز لازم وضروری ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 44 مورخہ ۲۵؍ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۱؍نومبر ۲۰۲۲ء روز سوموار

جھارکھنڈ اور امارت شرعیہ

امارت شرعیہ کے اکابر کی دور رس اور دور بیں نگاہوں نے جھارکھنڈ کے قیام بلکہ اس کی تحریک سے پہلے ہی جھارکھنڈ کے علاقہ پر اپنی توجہ مرکوز رکھی، اور کئی ذیلی دفاتر انہیں علاقوں میں قائم کیے گئے 1967 کے فساد میں راحت رسانی اور آباد کاری کا مثالی کام امارت شرعیہ نے کیا، جھارکھنڈ بننے کے بعد دار القضاء کے کاموں کو مختلف اضلاع میں وسعت دی گئی، وفود کے دورے کثرت سے ہونے لگے، جھارکھنڈ کے قیام کے بعد ''جھارکھنڈ کانفرنس'' 13؍مئی 2001 کو مشن گراؤنڈ رانچی میں کرکے امارت شرعیہ کے اغراض ومقاصد عوام تک پہونچانے کا کام کیا گیا اور مکاتب وغیرہ کے قیام کے ذریعہ بنیادی دینی تعلیم کے کام کو فروغ بخشا گیا، معلمین کی تربیت کے لیے کئی کیمپ لگائے، اور وفاق المدارس کا بین المدارس اجتماع مدرسہ رشید العلوم چترا جھارکھنڈ میں کرایا گیا۔ 23؍جنوری 2011ء کو انجمن اسلامیہ ہال رانچی میں امیر شریعت سادسؒ کی صدارت میں تعمیر انسانیت کانفرنس بھی منعقد ہوئی، جس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم بھی تشریف فرما تھے۔ 13 مارچ 2016ء کو امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رحمہ اللہ کی صدارت میں دین ودستور بچاؤ کے عنوان سے عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) کے ساتھ وانم مشرام وغیرہ نے بھی شرکت کی تھی، لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا، اس کانفرنس نے دین ودستور بچانے کے سلسلے میں حساسیت پیدا کی، اور اس کے انتہائی دور رس اثرات مرتب ہوئے، جب کبھی جھارکھنڈ میں کوئی زمینی یا آسمانی آفت آئی، امارت شرعیہ نے متاثرین میں راحت رسانی اور باز آبادکاری کا کام کیا، لاک ڈاؤن کی پریشانی تو ابھی کل کی بات ہے، امارت شرعیہ نے بڑے پیمانے پر غذائی اجناس کی فراہمی اور تکالیف دور کرنے کے لیے مسلسل منظّم اور مربوط جدوجہد کی، علماء، ائمہ جو پریشان حال تھے، اس موقع سے ان کا بھی خیال رکھا گیا، رانچی مقامی دفتر کے ذمہ دار اور قاضی شریعت مفتی محمد انور قاسمی نے حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی ہدایت اور قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی کی نگرانی میں جو خدمات انجام دیں، اس کی وجہ سے بعض تنظیموں کے ذریعہ امارت شرعیہ کو توصیفی سند سے نوازا گیا، امارت شرعیہ نے مسلمانوں میں تعلیمی پس ماندگی دور کرنے کے لیے ''تعلیمی ہب'' سے مشہور رانچی کے ہند پیڑھی محلّہ میں کثیر منزلہ عمارت کی تعمیر کرائی، تاکہ یہاں دینی اور دنیاوی تعلیم کا مضبوط اور مستحکم نظام قائم کیا جاسکے۔

جھارکھنڈ میں ''عشرہ برائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو'' یکم مارچ کو اختتام پذیر ہوا، امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قضاۃ اور کارکنان کے ذریعہ پورا عشرہ جھارکھنڈ کے چوبیس اضلاع میں بنیادی دینی تعلیم، عصری تعلیم کے اداروں کے قیام اور داخلی وخارجی سطح پر اردو کے فروغ وتحفظ کے لیے مہم چلائی گئی، سبھی اضلاع میں کمیٹیاں بنائی گئیں اور کمیٹی کو ان تینوں امور پر عملی پیش رفت کا ہدف دیا گیا۔

اس موقع سے حضرات علماء کرام نے جو پیغامات لوگوں کو دیے وہ بھی بہت قیمتی تھے، انہوں نے کہا کہ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی نے ملت کی ترقی کے لیے جو سہ نکاتی فارمولہ دیا ہے وہ کافی اہم ہیں، اور ہندوستان میں ملت اسلامیہ اس وقت جن خطرات سے دوچار ہے اس کے دور کرنے کے لیے ماسٹر کی اور شاہ کلید کی (Master Key) حیثیت رکھتی ہے، یاد رکھنے کی بات ہے کہ قرآن کریم کے نزول کے لیے سب سے پہلے جس جملے کا انتخاب اللہ رب العزت نے کیا وہ اقراء یعنی پڑھو ہے، تعلیم تمام برائیوں کو دور کرنے، ایمان پر جمنے اور اسلام پر ثابت قدم رکھنے کا الٰہی نسخہ ہے، تعلیم میں عصری علوم، جدید ٹکنالوجی وغیرہ سبھی کچھ شامل ہے، اس لیے ہمیں ایک طرف دینی علوم حاصل کرنا ہے اور عصری تعلیمی محاذ پر بھی کام کرنا ہے، ہمارا بہت سارا علمی سرمایہ، ہماری تہذیب وثقافت کا بڑا حصہ اردو زبان سے متعلق ہے، اس لیے ہمیں تحفظ اردو کے سلسلے میں بھی اپنی ذمہ داری نبھانی چاہیے، اپنے گھروں اور کاموں میں اردو کا استعمال کرنا چاہیے اور عوامی سطح پر اسے مقبول بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، اس دس روزہ ترغیب تعلیم وتحفظ اردو مہم سے عوام کی دلچسپی دیدنی تھی اور ان کا شوق وذوق مستقبل میں ان منصوبوں کو زمین پر اتارنے کا مژدہ سنا رہا تھا، کارواں چل پڑا ہے اور عزم یہ ہے کہ اب منزل پر ہی جاکر دم لیں گے۔

اس عشرہ کے اختتام کے بعد 13، 14 اور 15 مارچ کو جھارکھنڈ کی راجدھانی رانچی میں سہ روزہ پروگرام رکھا گیا تھا، جس کے پہلے دن جھارکھنڈ کے ملی مسائل پر علماء ائمہ ودانشوروں کے ساتھ خصوصی مشاورتی اجتماع ہوا، دوسرے دن اس قسم کا اجتماع اردو کے تحفظ، عوامی استعمال، تدریس سے متعلق مسائل پر ہوا جس میں پورے جھارکھنڈ کے اردو دوست حضرات شریک ہوئے اور ان کی قیمتی آرا کی روشنی میں آئندہ کے لیے لائحہ عمل طے کیا گیا، 15 مارچ کو امارت پبلک اسکول کی سنگ بنیاد ہوجر، ہلداما (اِربا) اوینا روڈ ضلع رانچی میں امیر شریعتِ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمہ اللہ نے رکھی تھی اور اس موقع سے بھی ایک اجلاس عام ہوا تھا، یہ اسکول اسلامی ماحول میں بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ عصری علوم کی اقامتی درسگاہ کے طور پر جلد ہی کام کرنے لگے گا تعلیم کا آغاز ہو چکا ہے، حضرت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی نے اپنے دور امارت میں جس کام کو شروع کیا تھا، اور اس سلسلے کے دو اسکول جھارکھنڈ میں پہلے ہی قایم ہوچکے تھے، ایک بن کھنجو گریڈیہہ میں اور دوسرا پسکا نگری ضلع رانچی میں۔ اسے موجودہ امیر شریعت تسلسل بخش رہے ہیں جلد ہی ہند پیڑھی رانچی میں ایک تعلیمی ادارہ کا آغاز بھی ہونے والا ہے۔

امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان کا ایک مؤقر وفد حضرت امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی قیادت میں ۱۳؍تا ۱۶؍نومبر ۲۰۲۲ء چار روز شہر آہن جمشید پور اور رانچی میں فروکش رہا، بڑے وقیع اور عظیم الشان اجلاس ان چار دنوں میں منعقد ہوئے، قضا سے متعلق بعض اہم مسئلہ پر دو روزہ سمینار منعقد ہوا، جس میں ہندوستان کے نامور فقیہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، مولانا عتیق احمد بستوی ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا فرید صاحب امارت شرعیہ ریاست ہائے مشرق وسطیٰ ہند، مفتی احمد دیولہ جامعہ علوم القرآن جمبوسر کی شرکت بحیثیت مہمان خصوصی ہوئی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے کلیدی خطاب کے مسائل کی تنقیح وتوضیح اور نتائج تک پہونچنے میں کلیدی رول ادا کیا، اس اہم سمینار میں پورے ملک سے علماء، وقضاۃ نے شرکت کی اور اہم تجاویز پاس ہوئیں۔

دوسرے دن رات میں امارت شرعیہ کے قضاۃ حضرات کی حضرت امیر شریعت کی صدارت میں ذمہ داران امارت کے ساتھ خصوصی میٹنگ ہوئی، جس میں دار القضاء کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا گیا اور دار القضاء کے نظام کو مزید موثر بنانے کے طریقہ کار پر تفصیلی گفتگو ہوئی اور مفید تجاویز سامنے آئے۔

تیسرا دن بھی وفد نے جمشید پور میں ہی گذارا، اور نقباء، نائبین نقباء، علماء اور ائمہ مساجد کے ساتھ عظیم الشان اجلاس کا انعقاد ہوا، اس اجلاس میں حضرت امیر شریعت اور ذمہ داران امارت کے علاوہ مولانا فرید الدین قاسمی استاذ دار العلوم وقف دیوبند نے مؤثر خطاب فرمایا۔

چوتھا دن رانچی میں ارکان شوری کی نشست ہوئی، جس میں امارت شرعیہ مختلف شعبوں کی کارکردگی کا ارکان نے جائزہ لیا اور شعبہ جات کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا، ارکان کی واضح رائے تھی کہ موجودہ امیر شریعت ایک سالہ عہد میں امارت شرعیہ کی خدمات کا دائرہ بڑھا ہے اور مستقبل میں اس رفتار کے اور تیز تر ہونے کی امید ہے۔ ان تمام پروگراموں کی تفصیلات الگ سے مختلف صفحات پر آپ ملاحظہ کرسکتے ہیں، مسلمانوں کو کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے عملی اقدام میں ساتھ دینا چاہیے اور دعا کرنی چاہیے کہ اللہ رب العزت امارت کو ہر قسم کے شرور وفتن سے محفوظ رکھے۔ آمین

یادوں کے چراغ : مفتی محمد خالد حسین نیموی قاسمی

اشرف استھانوی بیباک صاحب زبان وقلم

2000ء میں یہ عاجز فقیہ ملت قاضی مجاہدالاسلام قاسمی کی دعوت پر پٹنہ حاضر ہوا اور حضرت کی نگرانی میں دارالعلوم الاسلامیہ کے اولین صدر مدرس کے طور پر تدریسی خدمات انجام دینے میں مصروف ہوگیا، مضمون نگاری وانشاء پردازی سے اس عاجز کا قدیم تعلق تھا، خود بھی وقتاً فوقتاً مضامین لکھتا تھا اور دیگر مستند صحافیوں کے مضامین سے بھی مستفید ہوتا تھا، اس وقت بہار کے صحافتی وادبی منظر نامہ پر جن صحافیوں کے نام جگمگا رہے تھے ان میں ایک نام، بے باک صاحب قلم ادیب وشاعر جناب اشرف استھانوی کا بھی تھا، کل جب اچانک ان کی وفات حسرت آیات کی خبر پڑھی تو بے انتہا صدمہ ہوا . جناب اشرف استھانوی کی ولادت 20 فروری 1968ء میں ہوئی، اس طرح آپ نے زندگی کی پچپن بہاریں دیکھیں .

آپ کا تعلق بہار کی مردم خیز سرزمین استھانواں تھا، اسی لیے اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ استھانوی لگایا کرتے تھے، اسی بستی سے علامہ سید سلیمان ندوی کا نانہالی تعلق تھا، اور شاید اس عاجز نے سب سے پہلے استھانواں کو علامہ سید سلیمان ندوی کی نسبت سے ہی جانا، بچپنے ہی میں اشرف استھانوی کے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، آپ کی پرورش و پرداخت اور سرپرستی آپ کے خالو مولانا سید رضا کریم نے انجام دی، اس تعلق کا انھوں نے ہمیشہ خیال رکھا اور اپنی ہندی تصنیف مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحیی منیری، کا انتساب اپنے خالو کی طرف کی، اس کے علاوہ انھوں نے نامور مجاہد آزادی پروفیسر عبدالباری کے احوال کو بھی ایک خوبصورت کتاب کی شکل میں پیش کیا، اردو کے ساتھ اس کے ہندی ایڈیشن نے ایک شہید سیاست مجاہد آزادی کو افق نامہ ہند پر جاودانی بخشنے کا کام کیا ہے، کم لوگوں کو معلوم ہے کہ باری پتھ اور باری گراونڈ کی نسبت پروفیسر عبدالباری کی طرف ہے، ایک زمانے میں جمشید پور میں جب یہ عاجز اپنے مخلص ومہربان دوست جناب مفتی نشاط احمد مظاہری کا مہمان بنا تو ان کی مسجد ''مسجد رحمٰن'' گؤ شالہ سے متصل ایک بڑے میدان پر باری گراؤنڈ کا سائن بورڈ دیکھا، تو میرے اندر اس نام کی تجسس ہوئی، مفتی نشاط احمد مظاہری صاحب سے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ کوئی مزدور یونین کے لیڈر تھے، یہ تو بعد کو اشرف استھانوی کی کتاب سے معلوم ہوا کہ یہ پروفیسر عبدالباری تھے، جنھوں نے ملک کی آزادی سے قبل ٹاٹا کمپنی ودیگر بہت سی کمپنیوں کے مزدوروں اور ملازمین کو یکجا کرنے اور یونین بند کرنے کا کارنامہ انجام دیا تھا، جہاں آباد جاتے ہوئے شہر کے ٹاؤن ہال کا نام بھی عبدالباری کے نام سے معنون دیکھ کر مسرت ہوئی اور اشرف استھانوی کی یاد آئی کہ انھوں نے گورنمنٹ کو آئینہ دکھانے کا کام کیا تھا، اور بعض سرکاری عمارات اور شاہراہوں کی نسبت مجاہد آزادی کی طرف کی گئی۔

اشرف استھانوی شاعری بھی خوب کرتے تھے اور صحافت بھی خوب تر، البتہ صوفیت کا رنگ وآہنگ ہر جگہ نمایاں نظر آتا، برجستہ نعتیہ کلام اپنے پردرد آواز میں پڑھا کرتے تھے، سابق وزیر حکومت بہار جناب جمشید اشرف کی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد ایک دعائیہ نشست میں شرکت کے لیے بیگوسرائے تشریف لائے اور مرکز علم مدرسہ بدرالاسلام بیگوسرائے بھی کچھ دیر کے لیے حاضر ہوئے اور اپنے کئی تازہ کلام سے محظوظ فرمایا، دعائیہ پروگرام میں بھی آپ نے شاندار نعت خوانی کی۔

موصوف اردو کے عاشق زار تھے، اردو عوامی نفاذ کمیٹی کے چیئر مین بھی رہے اور گورنر آف بہار کے میڈیا ایڈوائزر بھی رہے۔ حکومت کے گلیاروں سے کافی قربت تھی لیکن کسی بڑی سے بڑی شخصیت کے سامنے حق بات کہنے میں تکلف نہیں کرتے تھے، اشرف استھانوی کی تصنیف ''مجھے بولنے سے مجھے چپ رہنے دو'' تک کی رسم اجرا تقریب میں موصوف نے اس عاجز کو بھی مدعو کیا تھا۔

اس عاجز کے مضامین کو بڑی محبت سے پڑھتے اور فون کر کے حوصلہ افزائی بھی فرماتے اور درس قرآن کریم سے بھی وقتاً فوقتاً مستفید ہوتے اور اس سلسلے کو تسلسل سے جاری رکھنے کی ترغیب دیتے، جمعیت علماء ہند اور اس کے کارناموں کے بڑے مداح تھے اور عملاً جمعیت علماء بہار سے جڑے ہوئے تھے۔

نوجوان صحافیوں سے آبروئے قلم کی حفاظت کی ہمیشہ گذارش کرتے، اس مضمون کو انھوں نے ایک رباعی میں یوں پیش کیا

قلمکارو قلم کا تاج رکھو ضرورت ہے تمہاری آج رکھو
قلم تلوار پر بھاری پڑے گا قلمکارو قلم کی لاج رکھو

خود بھی حوصلہ مند رہتے تھے اور دوسروں کو بھی اپنے اشعار سے حوصلہ دیتے۔

ایک رباعی میں کچھ یوں پیغام دیا:

جاگتے رہنا مقدر ضرور بدلے گا
ہمیں یقین ہے منظر ضرور بدلے گا
اندھیری رات ہے تاریکیوں کے پردے سے
اندھیرا چیر کے سورج ضرور نکلے گا

البتہ ملک کی موجودہ فرقہ پرستی سے کافی نالاں رہتے تھے اور یہ درد آپ کے کلام سے بھی نمایاں ہے:

مزاج ملک جمہوری ہے جمہوری ہی رہنے دو
بھگاؤ گوڈسے کو ہم کو تو بس چاہئے گاندھی
کہیں فرقہ پرستی لے نہ ڈوبے دیش کو اپنے
بجھائے شمع الفت کو نہ اتنے زور کی آندھی

اخیر میں ڈاکٹر احسان تابش کے اس خراج تحسین کو ذکر کرتے ہوئے یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل، ان کے مخلصانہ اعمال کو قبول فرمائے آمین۔

اردو ہندی کی جان اشرف استھانوی
ہیں کہاں رکھتے شان اشرف استھانوی
ساری دنیا میں نام ہے ان کا
سب کے ہیں امتحان اشرف استھانوی
کتنا خوش قسمت ہوا ہے وہ تابش
جس کے ہیں درمیاں اشرف استھانوی

کتابوں کی دنیا : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

موجودہ کشمکش کا حل اور متنوع شعری مجموعہ

مولانا محمد مکرم حسین ندوی بن مولانا معظم حسین قاسمی کا تعلق علمی خانوادے سے ہے، اس خانوادہ کی علمی خدمات کا دائرہ متنوع بھی ہے اور وسیع بھی، خود مولانا محمد مکرم حسین ندوی اچھے حافظ قرآن، بہترین نثر نگار، اور اچھے شاعر ہیں، انہوں نے جامعہ رحمانی مونگیر، جامعہ عربیہ باندہ، جامع العلوم پٹکا پور اور ندوۃ العلماء لکھنؤ سے کسب فیض کیا ہے، اور ان اداروں اور یہاں کے اکابرین کی خصوصیات کو اپنے دامن میں سمیٹ رکھا ہے، عالمانہ وقار، داعیانہ کردار اور سماج میں علم کو پھیلانے کی جدوجہد میں لگے رہے ہیں ان کی اس جدوجہد کا مرکز ادنوں ماڈرن ویلفیئر اکیڈمی خان مرزا سلطان گنج پٹنہ ہے، وہ ابوالبیان، ابوالکلام تو نہیں ہیں، لیکن ابوالعمل ہیں، خاموشی سے کام کرنے پر یقین رکھتے ہیں، شور وغوغا، جلسے جلوس اور ہنگامی زندگی کو پسند نہیں کرتے، سنجیدگی مزاج میں ہی نہیں چال ڈھال، بود وباش سبھی میں ہے، اتنی سنجیدگی کہ کبھی کبھی خشکی کا احساس ہوتا ہے، سنجیدگی کا غیر معمولی غلبہ ہوتا ہے، اس لیے ہم جیسے لوگ بھی ان کے سامنے زیادہ نہیں کھلتے، شاید یہ کیفیت ان کے اوپر ان کے صاحب زادہ بابوحذیفہ کے انتقال کی وجہ سے ہوا ہو، اس زخم جگر نے انہیں باضابطہ شاعر بنا دیا، اس سانحہ اور حادثہ کی کہانی مولانا موصوف کی پہلی کتاب ''کارنامۂ حیات'' اور ''زخم جگر'' میں پڑھ سکتے ہیں۔

''موجودہ کشمکش کا حل اور متنوع شعری مجموعہ'' ان کی دوسری تصنیف ہے، جس کے صفحات ایک سو ساٹھ ہیں اور قیمت سو روپے زائد نہیں ہے، کمپوزنگ ان کی صاحب زادی صالحہ فردوس نے کی ہے، طباعت ایجوکیشنل پبلیکیشن نئی دہلی سے ہوئی ہے، آپ اسے پٹنہ کے مختلف مکتبوں اور مرکز سے حاصل کر سکتے ہیں۔ آسانی سے ملنے کے لیے ماڈرن ویلفیئر اکیڈمی سلطان گنج پٹنہ، یا موبائل نمبر 9801266615 سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے، ایک حصہ نثری مضامین کے لیے اور ایک حصہ شعری ہے، جو نعت پاک، قصیدے، ترانے، سپاس نامے اور مرثیوں پر مشتمل ہے، چند اشعار کی ایک نظم احقر کے بارے میں بھی اس کتاب میں شامل ہے، اردو کے نام پر اور الیکشن کے احوال پر بھی ایک نظم شامل کتاب ہے، آخر میں قطعہ اور مناجات سے بھی آپ لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

نثری حصہ کا آغاز انتساب سے ہوتا ہے جو روایتی انداز سے بالکل ہٹ کر ہے، آپ روایتی انداز کے انتساب کی تلاش کرنا چاہیں تو مایوسی ہاتھ لگے گی، البتہ مصنف نے اس انتساب میں تصنیف کتاب کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی ہے، لکھتے ہیں:

''موجودہ کشمکش اور اضطرابی کیفیت کا علاج وحل ڈھونڈھنا اور بتانا وقت کی اہم اور اشد ضرورت سمجھتے ہوئے حصول دنیا کے تذکروں اور تبصروں میں گم خدائے واحد اور رب کائنات کو کھل کر قرآن وسنت سے دور، قوت ایمانی اور غیرت اسلامی سے محروم لوگوں کا رخ اس طرف موڑنا ضروری تھا کہ موجودہ کشمکش کا حل حدیث وقرآن پر عمل، قوت ایمانی میں اضافہ، اللہ سے دور اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کے سوا کچھ نہیں''۔

ایک پیراگراف پورے ایک جملہ میں سما گیا ہے، مقصد تصنیف کی پوری وضاحت ہوگئی، عموماً طویل جملوں کی وجہ سے تعقید پیدا ہو جاتا ہے، اسی لیے مختصر جملوں کا چلن آج عام ہے، لیکن جن معنی کی ترسیل میں رکاوٹ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کتاب کے نثری حصہ میں کل اکسٹھ (٦١) مضامین ہیں اور تین نعتیں، ہوسکتا ہے ان میں اور نعتوں کا اضافہ ہو، یہ نعتیں نثری حصہ میں برکتاً اور تیمناً شامل ہیں، شعری حصہ میں دوسری تین نعتوں کو شامل کیا گیا ہے، مضامین میں بڑا تنوع ہے، جس طرح شعری حصہ میں تنوع ہے، بات قرآن کریم سے شروع کی گئی ہے، اللہ کی بندگی کے تصور پر روشنی ڈالی گئی ہے، سیرت رسول سے دوری کو زوال کا سبب بتایا گیا ہے، دشمن کو شکست دینے کے فارولے کا ذکر ہے، مساجد کے انہدام پر رجائیت بھری تحریر ہے اور کئی مضامین اس حوالہ سے سپرد قرطاس کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ اپنی قدرت سے اپنے گھر کی تعمیر کرائیں گے، مساجد توڑنے کے عوض لاتعداد مسجدوں کی تعمیر ہوئی ہے، مؤمن کامل بننے، تعلق مع اللہ پیدا کرنے، عمل وکردار سے اسلام کی اشاعت پر زور دیا گیا، مجموعی طور پر جو مضامین ہیں، ان میں موجودہ کشمکش کے حل کے طور پر دین وایمان پر ثبات، اللہ پر بھروسہ کو ضروری اساس قرار دیا گیا ہے، مولانا نے حالات کا تجزیہ اپنی بصیرت اور تجربہ کی روشنی میں کیا ہے، جو دلوں کو اپیل کرتا ہے، اور عمل پر ابھارتا ہے۔

شعری حصہ بھی سہل ممتنع کا بہترین نمونہ ہے، بعض اشعار میں تخیل کی رفعت بھی ہے اور فکر کی ندرت بھی بہتر تو یہی ہوتا کہ نثری اور شعری حصہ الگ الگ کتاب کی شکل میں ہوتا، کیوں کہ موجودہ دور مین یہ اختلاف مقبول نہیں ہے، لیکن مولانا کی اپنی کچھ مصلحت ہوگی، جو راقم الحروف نہیں جانتا، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو ملت کے لیے مفید بنائے اور مولانا کو فکر وخیال کے گلستاں آباد کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

آمین یارب العالمین

حکایات اہل دل

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

ہوااور پانی ہُوا مسخر

سیدنا حضرت عمر بن خطابؓ منبر پر کھڑے ہوکر فرماتے ہیں کہ "یــاســاریة الجبـل" اور ہوااس پیغام کو سینکڑوں میل دور تک پہونچارہی ہے، حضرت عمرؓ نے دریائے نیل کوایک رقعہ لکھاتواس کے پانی نے چلنا شروع کردیا، آج بھی دریائے نیل چل رہاہےاور حضرت عمر بن خطابؓ کی عظمتوں کی گواہی دے رہاہے، ایک مرتبہ مدینہ منور میں زلزلہ آتا ہے، آپؓ پاؤں کی ٹھوکر مارکر زمین کوفرماتے ہیں کہ اے زمین! تو کیوں ہلتی ہے؟ کیا عمرؓ نے تیرےاوپر عدل نہیں کیا؟ اسی وقت زمین کا زلزلہ رک جاتا ہے، مدینہ منورہ کے قریب پہاڑ سے ایک آگ نکلتی ہے، جومدینہ منورہ کی طرف بڑھتی ہے، حضرت عمر بن خطابؓ نے تمیم داریؓ کوبھیجتے ہیں کہ جاکراسے بجھایئے، انہوں نے دو رکعت نفل پڑھی اور پھراپنے کپڑے کوایسے بنایا جیسے کسی جانور کو مارنے کا چابک ہوتا ہے اس کے ساتھ آگ کو مارتے رہے، آگ پیچھے ہٹتی رہی حتی کہ جس غار سے نکلی تھی اسی غار میں واپس ہوگئی۔(خطبات ذوالفقار: ۵/۱۵۶)

درندوں نے جنگل خالی کردیا

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جب افریقہ کے جنگلوں میں پہونچے تو بربر قوم کہنے لگی کہ یہاں پر تو خطرناک درندے ہیں، وہ رات کے اندھیرے میں نوچ کھائیں گے، ایک صحابیؓ نے کھڑے ہوکراعلان کیا، اے جنگل کے درندو! آج یہاں نبی علیہ السلام کے غلاموں کا بسیرا ہے، اس لئے جنگل خالی کرو، یہ اعلان ہونا تھا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ شیرنی بچوں کو لیکر جارہی ہے اور ہاتھیوں کے غول جارہے ہیں اور سارے درندے جنگل کو خالی کرکے جارہے ہیں، مقامی لوگوں نے دیکھا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے یہ کام کیسے سیکھا؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسی زندگی کے طریقے سکھائے، وہ کہنے لگے کہ پھر آپ ہمیں بھی اپنے جیسا بنالیجئے، چنانچہ وہ افریقن قوم جنگل کے درندوں کی اطاعت کو دیکھ کر بغیر کسی لڑائی کے مسلمان ہوگئی۔(خطبات ذوالفقار: ۶/۱۳۲)

غیبت کرنے پر عبرت ناک انجام

ایک تابعی ہیں جن کا نام ربعیؒ ہے، وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک مجلس میں پہنچا، میں نے دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کررہے ہیں، میں بھی اس مجلس میں بیٹھ گیا، اب باتیں کرنے کے درمیان کسی کی غیبت شروع ہوگئی، مجھے یہ بات بری لگی کہ ہم یہاں مجلس میں بیٹھ کر کسی کی غیبت کریں، چنانچہ میں اس مجلس سے اٹھ کر چلا گیا، اس لئے کہ اگر کسی مجلس میں غیبت ہورہی ہو تو آدمی کو چاہئے کہ اس کو روکے اور اگر روکنے کی طاقت نہ ہو تو کم از کم اس گفتگو میں شریک نہ ہو، بلکہ اٹھ کر چلا جائے، چنانچہ میں اٹھ کر چلا گیا، تھوڑی دیر بعد خیال آیا کہ اب مجلس میں غیبت کا موضوع ختم ہوگیا ہوگا، اس لئے دوبارہ اس مجلس میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا، اب تھوڑی دیر اِدھر اُدھر کی باتیں ہوئیں، لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر غیبت شروع ہوگئی، لیکن اب میری ہمت کمزور پڑ گئی اور میں مجلس سے اٹھ نہ سکا اور جو غیبت وہ لوگ کرتے رہے ہیں، میں اسے سنتا رہا، پھر میں نے بھی غیبت کے ایک دو جملے کہہ دیئے۔

جب میں اس مجلس سے گھر آیا اور رات کو سویا تو خواب میں ایک انتہائی سیاہ فام آدمی دیکھا، جو ایک بڑے طشت میں میرے پاس گوشت لے کر آیا، جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ خنزیر کا گوشت ہے اور وہ سیاہ فام آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ خنزیر کا گوشت کھاؤ، میں نے کہا: میں مسلمان ہوں خنزیر کا گوشت کیوں کھاؤں؟ اس نے کہا: یہ تمہیں کھانا پڑے گا، پھر زبردستی اس گوشت کے ٹکڑے میرے منہ میں ٹھونسنے لگا، اب میں منع کرتا جاتا ہوں اور وہ ٹھونستا جارہا ہے، یہاں تک کہ مجھے متلی اور قے آنے لگی، مگر وہ ٹھونستا جارہا تھا، پھر اسی شدید اذیت کی حالت میں میری آنکھ کھل گئی، جب بیدار ہونے کے بعد میں نے کھانے کے وقت کھانا کھایا تو خواب میں جو خنزیر کے گوشت کا خراب اور بدبودار ذائقہ تھا، وہ ذائقہ مجھے اپنے کھانے میں محسوس ہوا اور تین دن تک میرا یہ حال رہا، جس وقت بھی کھانا کھاتا تو ہر کھانے میں اس خنزیر کے گوشت کا بدترین ذائقہ میرے کھانے میں شامل ہوجاتا اور اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر متنبہ فرمایا کہ ذراسی دیر، میں نے مجلس میں غیبت کی تھی، اس کا برا ذائقہ میں تین دن تک محسوس کرتا رہا۔(بکھرے موتی: ۲/۶۹)

اہل دل پر معصیت کا انکشاف

ایک مرتبہ امام حضرت ابوحنیفہؒ نے ایک نوجوان کو غسل کرتے ہوئے دیکھا تو ان کو محسوس ہوا کہ اس کے مستعمل پانی میں زنا کے اثرات ڈھل کر جارہے ہیں، وہ آدمی تھوڑی کے بعد آپ کے پاس کسی وجہ سے آیا، آپ نے اس کو اچھے انداز سے سمجھایا اور تنبیہ کی، اس نے کہا واقعی مجھ سے گناہ ہوا ہے، میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور آج سے میں سچی توبہ کرتا ہوں، اس دن کے بعد سے امام صاحبؒ نے فتویٰ دے دیا کہ مستعمل پانی سے وضو کرنا جائز نہیں، کیونکہ جب انسان وضو کرتا ہے تو اس وقت اس کے گناہ جھڑتے ہیں، اللہ والوں کو ان گناہوں کے اثرات نظر آجاتے ہیں، اسی طرح جب انسان جنابت کرتا ہے تو اللہ والوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ کہیں اس کے پانی میں گناہوں کے اثرات تو نہیں۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "اللھم ارنا حقائق الاشیاء کما ھی" اے اللہ ہمیں چیزوں کی حقیقت دکھا دیجئے جیسا کہ وہ ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کو بھی اللہ رب العزت چیزوں کی حقیقت دکھا دیتے ہیں۔

بیٹا، دامن صدق نہ چھوڑنا

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ لڑکپن میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوئے، والدہ ان کے کپڑوں میں کچھ پیسے سی دیتی ہیں اور نصیحت کردیتی ہیں کہ بیٹے ہمیشہ سچ بولنا، چنانچہ راستہ میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا، کسی نے پوچھا تمہارے پاس مال ہے؟ انہوں نے سچ سچ بتادیا، اس نے سردار کو بتایا تو سردار نے پاس بلاکر کہا تو نے جھوٹ کیوں نہیں بولا؟ نہ تجھے جان کی فکر نہ مال کی فکر، کہنے لگے کہ میری امی نے کہا تھا بیٹا سچ بولنا، اور میں نے ان سے وعدہ کرلیا تھا، مجھے جان کی پرواہ نہ تھی، مجھے اپنے قول کا پاس رکھنا تھا، ڈاکوؤں کے دل میں یہ بات گھر کرگئی کہ جب ایک بچہ ماں سے کئے ہوئے عہد کا اتنا پاس رکھتا ہے تو ہم نے بھی تو کلمہ پڑھ کے اپنے رب سے عہد کیا ہے کہ ہم اس کا پاس کیوں نہ کریں، چنانچہ وہ اللہ سے توبہ کرتے ہیں اور اس کے بعد ان کی زندگی میں نیکوکاری آجاتی ہے، یہ بچہ آگے چل کر عبدالقادر جیلانیؒ بنا تو سوچئے ایک اور کامیاب مرد کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار ماں کی شکل میں نظر آئے گا۔

وہ جبہ بھی کیسا بابرکت تھا...

کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ نے خواب دیکھا کہ امام احمد بن حنبلؒ پر خلق قرآن کے مسئلہ کے بارے میں کچھ آزمائشیں آئیں گی، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب فرمادیں گے، امام احمد بن حنبلؒ امام شافعیؒ کے شاگرد بھی تھے، امام شافعیؒ نے اپنے ایک شاگرد کو امام احمد بن حنبلؒ کے پاس بھیجا کہ جاؤ، ان کو یہ خواب سنادو، چنانچہ اس شاگرد نے جاکر خواب سنادیا کہ خلق قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں آئیں گی اور اللہ تعالیٰ اس آزمائش میں آپ کو کامیاب فرمادیں گے، اب ظاہر میں تو تکالیف پہونچنے والی بات تھی، مگر اللہ والے تو دیکھتے ہیں کہ اس آزمائش میں ہم کامیاب ہوں گے یا نہیں، اس خواب میں تو بشارت بھی تھی کہ کامیاب ہوں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت ہے کہ اگر کوئی خوشخبری لائے تو خوشخبری لانے والے کو کچھ ہدیہ پیش کردیا جائے، چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ کے پاس ان کا اپنا ایک جبہ پڑا ہوا تھا، انہوں نے وہ جبہ اس آنے والے شخص کو ہدیہ کے طور پر پیش کردیا، جب شاگرد نے واپس جاکر امام شافعیؒ کو کارگزاری سنائی تو امام شافعیؒ نے وہ جبہ حاصل کرنے کی فرمائش ظاہر کی، شاگرد نے امام شافعیؒ کے حوالہ کردیا، امام شافعیؒ اس جبہ کو پانی میں ڈبو کر رکھتے اور وہ پانی بیمار کو پلادیتے تو اللہ تعالیٰ بیمار کو شفاء عطا فرمادیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبلؒ کے جبہ میں اتنی برکت رکھدی تھی کہ امام شافعیؒ جیسی عظیم شخصیت اس جبہ سے برکت حاصل کرتی تھی۔(خطبات ذوالفقار: ۷/۱۱۸)

باسی روٹی کو نسبت قرب مل گئی...

ایک بزرگ کے سامنے جب بھی دسترخوان پر روٹیاں رکھی جاتیں تو وہ ٹھنڈی روٹی پہلے کھاتے اور گرم روٹی بعد میں، کسی نے کہا، حضرت! جب ٹھنڈی اور گرم دونوں قسم کی روٹیاں موجود ہوں تو جی تو چاہتا ہے کہ گرم روٹی پہلے کھائیں، کیونکہ ٹھنڈی روٹی تو ٹھنڈی ہوچکی ہوتی ہے، اس لئے وہ بعد میں کھانی چاہئے، مگر اللہ والوں کی نگاہ کہیں اور ہوتی ہے، انہوں نے فرمایا، نہیں یہ ٹھنڈی اور گرم دونوں میرے سامنے ہوتی ہیں، میں ان پر نظر دوڑاتا ہوں، اور اپنے دل سے پوچھتا ہوں کہ اے دل! تیرا جی چاہتا ہے کہ گرم روٹی کھاکر لطف اٹھائے مگر سوچ تو سہی کہ ٹھنڈی روٹی پہلے پکی اس لئے اس کو قرب کی نسبت زیادہ حاصل ہے اور گرم روٹی بعد میں پکی اس لئے اس کو دور کی نسبت ہے، لہذا میں قرب کی نسبت والی روٹی پہلے کھاتا ہوں اور بعد والی روٹی کو بعد میں کھاتا ہوں، اندازہ لگایئے کہ دسترخوان پر بیٹھے ہوئے ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اللہ رب العزت کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے جو نسبت ہوتی تھی اللہ والے اس نسبت کا بھی خیال کرتے ہیں۔(خطبات ذوالفقار: ۴/۸۲)

صاحب ولایت کی برکت

ایک مرتبہ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کے کھیت سے گندم نکالی گئی، وہی گندم پکتی تھی اور خانقاہ کے لوگ کھاتے تھے، انہوں نے وہ گندم لاکر مسجد کے صحن میں ڈھیر کردی، اس وقت مٹی کے بھڑولے بناکر ان میں گندم کو محفوظ کیا جاتا تھا، مریدین نے وہ گندم مسجد کے صحن سے اٹھاکر بھڑونے کے اندر ڈالنی شروع کردی، وہ گندم اٹھاتے رہے، مگر ڈھیر ختم ہونے کو ہی نظر نہیں آرہا تھا، وہ جتنی گندم لے جاتے تھے، اتنی پیچھے پڑی ہوتی تھی، وہ دیہاتی لوگ تھے، ان بیچاروں کی گردنیں بوجھ اٹھا اٹھا کر تھک گئیں۔

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ بڑے عقلمند تھے، وہ بھی اصل حقیقت سمجھ گئے، چنانچہ وہ حضرت قریشیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کرنے لگے، حضرت! جو برکت یہاں ظاہر ہورہی ہے وہ اندر جاکر ظاہر نہیں ہوسکتی، حضرت نے فرمایا: بھئی! مسئلہ کیا ہے؟ عرض کیا حضرت گندم اٹھا اٹھا کر گردنیں تھک گئی ہیں، اب تو صرف ٹوٹنی رہ گئی ہیں، لہذا مہربانی فرماکر توجہ فرمادیں، حضرت نے فرمایا: چلو، اٹھاتے ہیں چنانچہ حضرت قریشیؒ ساتھ آئے اور سب نے گندم اٹھائی اور حضرت نے بھی تھوڑی سی اٹھائی اور ایک ہی مرتبہ وہ ساری گندم اندر چلی گئی، اللہ اکبر! (خطبات ذوالفقار: ۷/۱۲۰)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ادب کی انتہا

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا احادیث لکھ رہا تھا، قلم نہیں چل رہا تھا، تو میں نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے اس قلم کو ذرا درست کیا تو سیاہی لگ گئی، اسی حال میں مجھے تقاضا محسوس ہوا بیت الخلاء جانے کا، جب میں وہاں بیٹھنے لگا تو بیٹھتے ہی میری نظر انگوٹھے پر پڑی تو میں نے سیاہی دیکھی تو دل میں خیال آیا کہ اگر تقاضے سے فارغ ہوا تو ہاتھ دھوئیں گے اور پانی کی وجہ سے یہ سیاہی جو میں لکھنے میں استعمال کرتا ہوں اس گندے پانی میں شامل ہوگی، جو ادب کے خلاف ہے، میں نے تقاضا کو دبایا اور بیت الخلاء سے باہر آیا اور آکر میں نے سیاہی کو صاف جگہ پر دھویا جیسے ہی دھویا اسی وقت الہام ہوا کہ احمد سرہندی! ہم نے جہنم کی آگ کو تیرے اوپر حرام کردیا ہے، تو علم بھی ہو اور ادب بھی ہو، پھر نور علی نور ہوا کرتا ہے۔(خطبات ذوالفقار: ۵/۱۱۲)

نظام قضا اور اسلام

مولانا شمیم اکرم رحمانی

خالق کائنات نے نظام عالم کے استحکام کے لئے انسانی سرشت میں مقابلے کا مادہ رکھا ہے لیکن ساتھ ہی حقوق و اختیارات کی تحدید بھی فرمادی ہے تاکہ کائنات میں توازن اورامن برقرار رہے لیکن انسان بسااوقات اپنے حقوق واختیارات سے بے پرواہ ہوجاتا ہے یامختلف قسم کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے اور جو چیزاسے پسند ہوتی ہے یا جس چیزکووہ اپنی چیز سمجھ بیٹھتا ہے اسے حاصل کرنے کے لیے کسی بھی حدتک جانے کے لئے تیار رہتا ہے حالانکہ وہ چیز فی الواقع اس کی نہیں ہوتی ہے اب اگرکوئی دوسرا شخص بھی اسی چیز کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو فطری طور پرنزاع کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جہاں پہونچ کربجزاس کے کوئی اور چارہ نہیں رہتا ہے کہ کوئی تیسرا صاحب اختیار شخص معاملے کوحل کرے اور جو چیز جس کی ہے ایسے اصول کی روشنی وہ چیزاسے دلائے جو براہ راست خالق کائنات کے طے کردہ ہوں یاان برگزیدہ ہستیوں کے طے کردہ ہوں جنہیں خالق کائنات نے طے کرنے کا اختیار دیا ہو، تاکہ اس صاحب اختیار شخص کے فیصلے کے سامنے فریقین (خواہ وہ کسی بھی حیثیت کے ہوں) سرتسلیم خم کرنے میں کوئی جھجھک محسوس نہ کریں، اسلام کی نگاہ میں یہی تیسرا صاحب اختیار شخص جج، منصف اورقاضی ہے جس کے مخصوص عمل کا نتیجہ دراصل قضا، عدل اور انصاف کہلاتا ہے۔

قضا اور نظام قضا اسلامی معاشرے کے لئے جزولاینفک کی حیثیت رکھتا ہے , جس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے، قرآن مجید کی آیات اور متعدد روایات اس حقیقت کی نشاندہی کے لیے کافی ہیں، آیات وروایات کی روشنی میں کیا جانے والا غوروفکراس نتیجے تک پہونچا دیتا ہے کہ ایک مسلمان کی زندگی کی پہلی سانس بھی نظام قضا کی ضرورت سے علیحدہ نہیں ہے، مولانا عبدالصمد رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مدت رضاعت سے متعلق ایک مشہور آیت کی تشریح کرتے ہوئے اس حقیقت کی وضاحت کی ہے، انہوں نے ایک جگہ لکھا ہے

"اس قانون کے مقتضیات میں جہاں اور بہت سے امور ہیں۔ایک بات یہ بھی ہے کہ حق رضاعت ماں کو حاصل ہے، چاہے وہ مطلقہ ہو یا غیر مطلقہ۔اب اگراس حق کی راہ میں کسی وجہ سے باپ حائل ہوجائے اور ماں کے اس حق سے انکار کردے تو مخاصمت کی بنیاد پڑ جائے گی اور قضاء کا داعیہ پیدا ہوجائے گا۔جس کی اصلاح حال کے لئے محکمہ قضاء کی طرف رجوع کرنا ناگزیر ہوجائے گا" (آداب قضاص 15)

یہ کوئی من گھڑت اورفرضی قضیہ نہیں ہے جس کا وجوداس دنیا میں نہیں ہوسکتا ہے یانہیں ہوا ہے بلکہ یہ وہ فرضی قضیہ ہے جومختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر معاشرے میں حقیقت کا روپ لیتا رہتا ہے، روایات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ عہدرسالت میں بھی بالکل ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا تھا جس کا فیصلہ کرتے ہوئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے رضاعت کو ماں کا حق قرار دیا اور ماں کومخاطب کرتے ہوئے اپنے فیصلے میں ارشاد فرمایا کہ "توہی اس کی حقدار ہے جب تک کہ تو نکاح نہ کرلے"

جس طرح زندگی کی پہلی سانس نظام قضا کی ضرورت سے الگ نہیں ہے اسی طرح زندگی کی کوئی سانس نظام قضا کی ضرورت سے الگ نہیں ہے، بلکہ آغوش لحد میں جانے سے پہلے کا ہرلمحہ نظام قضا کی ضرورت سے بندھا ہوا ہے، اس لئے کہ خدا کے نظام تکوینی میں دو یا چند انسانوں کے درمیان کسی بھی وقت، کسی بھی گھڑی اور کسی بھی لمحے کوئی مخاصمت کی بنیاد پڑسکتی ہے اور جب بھی مخاصمت کی بنیاد پیدا ہوگی فطری طور نظام قضا کا داعیہ پیدا ہوگا، اور قاضی شریعت کی ضرورت پیش آئے گی، اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قضا کو فریضہ محکمہ قرار دیا ہے جس کے معنی ہی یہ ہیں کہ اسلامی معاشرے میں قضا اور نظام قضا کے نہ ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے، قوت تنفیذ اپنی تمام تر اہمیتوں کے باوجود بلاشبہ ایک اضافی ش ء ہے جوزمان ومکان کے اعتبار سے مل بھی سکتی ہے اور کبھی ختم بھی ہوسکتی ہے، خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کومکی زندگی میں قوت تنفیذ حاصل نہ تھی لیکن مدنی زندگی میں حاصل تھی لیکن قضا اور نظام کے قیام سے کسی بھی حال میں راہ فرار اختیار کرنے کی گنجائش نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ کے تمام ادوار میں نظام قضا موجود رہا ہے اسلام کے ابتدائی عہد میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی بحیثیت قاضی جھگڑوں کا تصفیہ فرماتے تھے، آپ کے کئے گئے فیصلوں کی تفصیلات نہ صرف مختلف روایات میں موجود ہیں بلکہ اہل علم نے آپ کے فیصلوں کو کتابی شکل میں جمع بھی کیا ہے، میرے سامنے امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف "اقضیۃ الرسول" موجود ہے جس میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم ترین فیصلوں کو جمع کردیا ہے جو قضاۃ کے لیے بڑی اہم چیز ہے، روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف بحیثیت قاضی معاملات کے تصفیے کیے بلکہ مختلف علاقوں کے لئے مختلف قضاۃ کرام کو مقرر بھی فرمایا تھا جن میں سے حضرت علی، حضرت معاذ، حضرت ابوموسیٰ، حضرت معقل بن یسار، اور حضرت عتاب بن اسید رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گرامی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں، عہد رسالت کے بعد جب خلفائے راشدین کا عہد آیا تو خلفائے راشدین نے نہ صرف یہ کہ نظام قضا کے استحکام میں کوئی کسر نہیں چھوڑی بلکہ نظام قضا کا معیار اتنا بلند رکھا کہ اقتدار اعلیٰ کو بھی قضائے قاضی کے سامنے سرتسلیم خم کرنا پڑتا تھا خلفائے راشدین نے منشائے نبوی کے مطابق نظام قضا کو اس قدر مستحکم کردیا کہ بعد میں کسی میں اس نظام کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی جرات نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ خلفائے راشدین کے بعد وجود میں آنے والی تمام مسلم سلطنتوں میں نظام قضا پوری توانائی کے ساتھ کھڑا رہا، پھلتا اور پھولتا رہا، وطن عزیز میں مغلیہ سلطنت کے آخری دور کے قضاۃ میں قاضی شہاب الدین، قاضی محبّ اللہ بہاری، قاضی مبارک، قاضی صدرالدین خان آزردہ، قاضی قطب الدین اور قاضی ثنائاللہ پانی پتی رحمہم اللہ کے نام بہت مشہور اور اہمیت کے حامل ہیں،

لیکن ایک دور وہ بھی آیا جب اپنوں کی دسیسہ کاریوں اور غیروں کی سازشوں کے نتیجے میں دنیا کے ساتھ ساتھ وطن عزیز سے بھی مسلمانوں کی سلطنت ختم ہوگ ء، اور انگریزوں نے زمام اقتدار اپنے ہاتھوں میں لیا، یہ دور عام مسلمانوں کے لئے کس قدر کربناک ہوگا اسے الفاظ کے پیرہن میں نہیں ڈھالا جاسکتا ہے، ملک پر قابض ہونے کے بعد انگریزوں نے جستہ جستہ ہی سہی لیکن نظام قضا کو ختم کردینا ضروری سمجھا اور مختلف بہانے سے نظام قضا کو ختم کردیا حالانکہ مغلیہ سلطنت کے فرماں روانے جب نے مجبور ہوکر ایسٹ انڈیا کمپنی سے معاہدہ کیا تھا تو نظام قضا کے بارے میں یہ اطمینان کرلیا تھا "محکمہ قضا" کو باقی رکھا جائے گا اور کمپنی پر ضروری ہوگا کہ وہ مسلم قضاۃ کی تقرری کرے (جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مسلم حکمرانوں کے نزدیک نظام قضا کی کتنی اہمیت تھی) لیکن انگریزوں نے غلط دلائل کا سہارا لے کر وعدہ شکنی کی، اور رفتہ رفتہ نظام قضا کا ملک سے خاتمہ کردیا البتہ اسلامی قانون کے اس حصے کو عدالتوں میں باقی رکھا جسے پرسنل لاء کہا جاتا ہے لیکن پرسنل لا کے مطابق فیصلے کرنیکے لیے بھی مسلم قضاۃ کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی جس کی وجہ سے مسلم پرسنل لاء کینام پرعدالتوں سے ایسے عجیب وغریب فیصلے ہوئے جنہیں اسلام کی طرف منسوب کرنا بھی غلط ہے۔

نظام قضا کے خاتمے کے بعد مختلف زمانوں میں علماء کرام اور مشائخ عظام نے نظام قضا کے احیاء کی کوششیں کیں لیکن سب سے منظّم اور مضبوط کوشش مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہوئی، انہوں نے سنہ 1921ء میں نہ صرف امارت شرعیہ کے بے نظیر نظام کے قیام سے دنیا کو متاثر کیا بلکہ امارت شرعیہ کے تحت دارالقضا کا نظام بھی قائم کیا جس کے نتیجے میں سینکڑوں سال بعد مسلمانوں کو یہ حسین موقع فراہم ہوا کہ وہ کم ازکم اپنے باہمی اورنجی معاملات دارالقضا میں قاضی شریعت کے سامنے پیش کرسکیں، اور شرعی تصفیے حاصل کرسکیں، آج "امارت شرعیہ" یہاں تک کہ "مسلم پرسنل لاء بورڈ" کے تحت بھی جتنے دارالقضا چل رہے وہ سب دراصل حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد کی سوجھ بوجھ، اخلاص، اور جدجہد کی ثمرات ہیں۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہرمدعی کے واسطے دارورسن کہاں

فی الحال صرف امارت شرعیہ کے تحت بہار اڑیسہ، جھارکھنداور مغربی بنگال میں کل 82 مقامات پر دارالقضا قائم ہیں جہاں مسلمانوں کو یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ اپنے معاملات دارالقضا میں پیش کریں اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اپنے معاملات کو دارالقضا سے حل کراتی بھی ہے اسی لئے سوسال کے عرصے میں لاکھوں معاملات امارت شرعیہ کے تحت چلنے والے دارالقضا میں دائر اور حل ہوچکے ہیں، بہار اڑیسہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے علاوہ ملک کے دیگر حصوں میں بورڈ کے تحت تقریباً 86 دارالقضا کام کررہے ہیں، دارالقضا کا نظام خواہ امارت شرعیہ کے تحت چل رہا ہو یا بورڈ کے تحت، یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے اس نظام کی وجہ نہ صرف ملت کے افراد کے مسائل حل ہورہے ہیں بلکہ ملک کی خدمت بھی ہورہی ہے، ملک کی عدالتوں میں موجود مقدمات کے بوجھ سے کون ناواقف ہے؟ اگرکوئی ادارہ اپنے مخصوص دائرہ کار میں عدالتوں سے مقدمات کے بوجھ کو کم کرے تو بلاشبہ یہ ملک کی بڑی خدمت ہے، جس کی ستائش ہونی چاہیے لیکن اس پر افسوس یا حیرت کے اظہار کے علاوہ اور کیا جاسکتا ہے کہ وطن عزیز میں رہ رہ کر یہ غلط شوشے چھوڑے جاتے ہیں کہ دارالقضاء ایک متوازی عدالت ہے، جس کے ذریعے لوگوں پر فیصلے تھوپ دیے جاتے ہیں؛ حالاں کہ متوازی عدالت کی بات کرنے والے اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ دارالقضاؤں کو پولس اور فوج کی کوئی طاقت میسر نہیں ہے کہ اس کے ذریعے فیصلے پرزبردستی عمل درآمد کرایا جائے اور نہ آج تک دارالقضا کی طرف سے کسی فیصلے پرعمل درآمد کے لئے دباؤ ڈالے جانے کی کوئی خبر ہے، اس کے علاوہ اس بات پرسپریم کورٹ کی مہرلگ چکی ہے کہ دارالقضاء ہرگز متوازء عدالت نہیں ہے، مجھے یاد پڑتا ہے کہ 2005 میں وشوکر مامدان نے دارالقضا اور دارالافتاء پر روک لگانے کی غرض سے مفاد عامہ کی جو اپیل سپریم کورٹ میں دائر کی تھی اس پر 7 جولائی 2014 کو جسٹس سی کے پرساد اور جسٹس پی سی گھوس کی دورکنی بنچ نے ان دونوں اداروں کے وجود کو اور ان کے کام کاج کو جائز قرار دیا تھا لیکن دقت یہ ہے کہ عصبیتیں حقائق کے جائزے کے لیے وقت نہیں چھوڑتی ہیں،

اے تعصب زدہ دنیا ترے کردار پہ خاک
بغض کی گرد میں لپٹے ہوئے معیار پہ خاک
(احمد خیال)

لوگ کچھ بھی کہیں لیکن سچ سچ اور جھوٹ جھوٹ ہے، لہذا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پروپگنڈوں اور شوشوں پر بہت زیادہ توجہ دیے بغیر احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنا کام کریں، معاشرے میں حقوق کی ادائیگی کا مزاج بنائیں، لڑائی اور جھگڑوں سے خود بچانے کی ہرممکن کوشش کریں، لیکن اگر جھگڑے ہوجائیں تو اپنے معاملات کو دارالقضا میں لے کر جائیں خاص طور پر وہ معاملات جن کا تعلق پرسنل لاء سے ہے انہیں دارالقضا سے حل کرائیں اور قاضی کے فیصلے کے سامنے اپنے سروں کو جھکادیں، شریعت کے حکم کے آگے اپنے سروں کو جھکادینا دنیا کی نگاہ میں کچھ بھی ہولیکن اللہ کے دربار میں سرخروئی حاصل کرنے سب بڑا ذریعہ ہے، اس کے ساتھ ساتھ سماج کے بااثر افراد، صحافت سے جڑے ہوئے لوگ، اور سماجی خدمت گاروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بھی اپنی سطح پر دارالقضا کی افادیت سے لوگوں کو روشناس کرائیں کہ ابھی بہت زیادہ ذہن سازی کی ضرورت ہے، اچھی بات یہ ہے کہ موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب اس حوالے سے خوب فکرمند ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ مزید دارالقضا قائم ہوں، دارالقضاء کی عمارتوں اور کام کا ایک پورا خاکہ اور لائح؟ عمل ان کے ذہن میں ہے، وسائل کی دستیابی کے بعد انشائاللہ اس پر عمل ہوگا جس سے توقع ہے دارالقضا کی افادیت مزید بڑھے گی اور معاشرہ مستحکم ہوگا ان شااللہ

ان کی فکرمندی ہی کا نتیجہ ہے کہ صرف رواں سال دس دارالقضا کا قیام عمل میں آچکا ہے جس سے امارت شرعیہ میں کام کے رفتار کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ غذائیں

مولانا قمر الزماں ندوی

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ لڑکپن میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیرتربیت تھے، عمرو بن سلمہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر ابوسلمہ کے لڑکے تھے، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اولاد کی طرح ان کی تربیت کا خیال رکھتے تھے، یہی عمرو بن سلمہ روایت کرتے ہیں کہ کھانے کے وقت میرا ہاتھ پوری پلیٹ میں چکر لگایا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ پڑھو! دائیں ہاتھ سے کھایا کرو اور جو قریب ہو (پلیٹ کا جو کنارہ اپنے سامنے ہے) وہیں سے کھاؤ، ساری پلیٹ میں ہاتھ نہ گھماؤ، لیکن یہ ادب اس وقت ہے جب کھانا ایک قسم کا ہو، اگر برتن کے اندر مختلف قسم کی چیزیں رکھی ہوں تو اس صورت میں اپنی پسند اور مطلب کی چیز لینے کے لئے ہاتھ دائیں بائیں جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، چنانچہ حضرت عکراشؓ ایک صحابی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کسی جگہ دعوت میں تشریف لے جانے لگے تو انہوں نے مجھے بھی ساتھ میں لے لیا، جب ہم وہاں پہنچے تو دسترخوان پر ثرید لایا گیا، جب میں نے ثرید کھانا شروع کیا تو میں نے بسم اللہ نہیں پڑھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کھانے سے پہلے اللہ کا نام لو، بسم اللہ پڑھو، اس کے بعد مجھ سے دوسری غلطی یہ ہوئی کہ میں کھانے کے دوران ایک نوالہ یہاں سے لیتا، دوسرا آگے سے لیتا، کبھی ادھر سے کبھی ادھر سے، آپ نے جب میری یہ حرکت دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عکراش! اپنے سامنے سے کھاؤ، اس لئے کہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے، چنانچہ میں نے ایک ہی جگہ سے کھانا شروع کردیا، جب کھانے سے فارغ ہوا تو ہمارے سامنے ایک بڑا تھال لایا گیا، جس میں قسم قسم کی کھجوریں تھیں، چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تلقین فرمائی کہ اپنے سامنے سے کھانا چاہئے، اس لئے میں صرف اپنے سامنے کی ہی کھجوریں کھاتا رہا، اور میں نے دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی یہاں جارہے ہے اور کبھی وہاں جارہا ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا، اے عکراش! اب جہاں سے چاہو کھاؤ، اس لئے کہ یہ کھجوریں مختلف قسم کی ہیں، اب الگ الگ جگہ سے کھانے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا اور نہ کسی کھانے کی برائی کی اور کھانے کی خواہش ہوئی تو کھالیتے اور اگر کھانے کی خواہش نہ ہوتی تو اس کو چھوڑ دیتے، ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم کھاتے ہیں، لیکن آسودگی نہیں ہوتی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو، صحابہ نے عرض کیا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملکر کھایا کرو اور اللہ کے نام کا ذکر بھی کیا کرو تمہارے کھانے میں برکت ہوگی، ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے دریافت کیا کہ آپس میں محبت اور میل جول بڑھانے کا عملی طریقہ کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیمانہ جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مل جل کر کھایا کرو، اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ دسترخوان پر مل جل کر کھانے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے اور بڑے سے بڑا دشمن کا بھی ایک ساتھ کھانے سے دشمنی کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے، کھانے میں عام اصول آپؐ کا یہ تھا کہ جو پسندیدہ غذا سامنے رکھدی جاتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تناول فرمالیتے، البتہ اگر طبعاً کوئی چیز مرغوب نہ ہوتی تو اسے نہ کھاتے، سامنے سے کھاتے، ادھر ادھر ہاتھ نہ بڑھاتے، عموماً بھوک رکھ کر کھانا کھاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کبھی فرماتے کہ مؤمن کی شان یہ ہے کہ غذا کم کھایا کرے، جن کھانوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ رغبت تھی ان میں سے چند یہ ہیں:

گوشت:

گوشت صحت کے لئے مفید غذا ہے، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں گوشت پسند فرماتے تھے، آپ نے فرمایا: دنیا والوں اور جنت والوں دونوں کے کھانے کا سردار گوشت ہے، کتب احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑ، دنبہ، اونٹ، گائے، مرغ اور مچھلی کا گوشت کھایا ہے، ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اور آخرت میں بہترین سالن گوشت ہے، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم دست کے گوشت کو زیادہ پسند فرماتے تھے، اس طرح ایک روایت کے مطابق کاندھے کا گوشت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند تھا، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پرندوں کا گوشت استعمال کرنا بھی ثابت ہے، دست کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے پسند فرماتے تھے کہ دست کا گوشت جلد گل جاتا ہے۔

ثرید وحلوہ:

ثرید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھی، ثرید اس کھانے کو کہا جاتا ہے جو شوربے یا پتلی دال میں روٹی بھگو کر تیار کیا جاتا ہے، ثرید کی ایک قسم اور ہے جو میٹھی ہوتی ہے اس کو حلوہ بھی کہا جاتا ہے، یہ ستو میں خشک کھجور اور گھی ملا کر مالیدے کی طرح بنایا جاتا ہے، آپؐ دوسرے کھانوں پر ثرید کو فوقیت دیتے تھے اور اسے کھانے کا سردار کہتے تھے۔

کدو:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبزیوں میں سب سے زیادہ کدو (لوکی) پسند تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، کھانے میں جو کی روٹی اور شوربہ میں کدو اور گوشت تھا، میں نے دیکھا کہ اللہ کے نبیؐ پیالے کے کناروں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے نکال لیتے اور تناول فرماتے، اس دن سے ہی میں کدو کے بغیر کھانا نہیں کھایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے کدو (لوکی) کا استعمال فرماتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوکی کھاؤ، یہ دماغ کو تقویت دیتا ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! جب تم ہانڈی پکانے کے لئے تیار کرو تو اس میں زیادہ مقدار میں کدو ڈال دو، اس لئے کہ کدو دلوں کو مضبوط کرتا ہے۔

سرکہ:

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سرکہ بھی پسند تھا، حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اہل خانہ سے دریافت فرمایا کہ کوئی سالن ہے، تو اندر سے آواز آئی کہ سرکہ کے سوا کچھ نہیں ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی لے آؤ اور تناول فرمایا، آپؐ کھاتے جاتے اور فرماتے کہ سرکہ کتنا اچھا سالن ہے، پھر آپؐ نے فرمایا: جس گھر میں سرکہ ہو وہ لوگ غریب (بھوکے) نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہترین سالن سرکہ ہے، اے اللہ! تو سرکہ میں برکت ڈال یہ مجھ سے پہلے نبیوں کا سالن تھا، اور وہ گھر غریب نہ ہوگا جہاں سرکہ ہوگا۔

پنیر: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر پیش کیا گیا تو آپؐ نے چھری طلب کی اور اس سے بسم اللہ پڑھ کر پنیر کاٹا اور آپ صلی اللہ علیہ ویسلم نے استعمال فرمایا: الغرض کھانوں میں پنیر بھی آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔

شہد:

صحت بخش غذا ہے، قرآن نے اسے "**شفاء للناس**" کہا ہے، بہت سی بیماریوں کی دوا ہے، شہد کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول وارشاد سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو چیزوں سے صحت حاصل کرو، شہد اور قرآن سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مریضوں کے لئے شہد کو بطور دوا تجویز فرمایا، ایک صحابیؓ نے اپنے بھائی کے پیٹ میں درد ہونے کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے شہد پلاؤ، وہ شخص چلا گیا اور پھر واپس آکر عرض کرنے لگا کہ میں نے شہد پلایا، لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر شہد پلانے کا حکم دیا، دو تین بار ایسا ہی ہوا، جب چوتھی بار آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، اس ارشاد کو سن کر وہ شخص چلا گیا اور پھر شہد پلایا اور صحت یاب ہوگیا۔

کھجور اور چھوہارا:

کھجور ایک بہترین غذا اور عمدہ میوہ ہے، قرآن کریم میں کئی مقامات پر اس کا ذکر موجود ہے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزانہ صبح کو سات عمدہ کھجوریں کھالیا کرے اسے اس دن جادو یا زہر کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا، ایک صحابی اور صحابیہ کا بیان ہے کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکھن اور کھجوریں پیش کیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکھن اور کھجور کو پسند فرماتے تھے، ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں (چھوہارا) ہو اس کے رہنے والے بھوکے نہیں رہ سکتے، یزید بن الدعواؓ ایک صحابی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر چھوہارا رکھا اور فرمایا یہ اس کا سالن ہے، حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکی ہوئی تازہ کھجور (رطب) سے روزہ کا افطار کرتے تھے، اگر وہ نہ ہوتی تو پرانی کھجور (تمر) سے اور اگر وہ نہ ہوتی تو پانی اور ستو سے، ایک موقع پر کھجور کی غذائی اہمیت بتاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح نہار منہ کھجوریں کھایا کرو کہ ایسا کرنے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں، عجوہ کھجور کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عجوہ کھجور ہر بیماری کی شفا ہے، نہار منہ کھانے سے یہ زہروں کا تریاق ہے۔

دودھ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بھی بہت پسند تھا، کبھی خالص دودھ نوش فرماتے، کبھی اس میں پانی ملا لیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بکری کا دودھ استعمال فرماتے، اور گائے کا بھی، گائے کے دودھ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گائے کا دودھ استعمال کرو، اس میں شفا ہے اور اس کے گھی میں دوا کی تاثیر ہے اور اس کے گوشت میں بیماری ہے، ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دودھ کے علاوہ دوسری چیز نہیں جانتا جو کھانے پینے دونوں کے لئے کافی ہو، ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گائے کا دودھ ایک علاج ہے اور اس سے بنا ہوا مکھن (گھی) ایک دوا ہے، بخاری اور مسلم کی متعدد احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دودھ نوش فرماتے، اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ آج سے چودہ سو سال قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن غذائی اشیاء کی افادیت بتائی، آج بھی اس کی افادیت ہے۔

سائنس نے بھی اس کی تصدیق کردی ہے کہ زندگی اور صحت کی تندرستی کے لئے جن غذائی اشیاء کی نشاندہی اسلام نے کی ہے اور جس کی افادیت واہمیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے وہ صحت اور زندگی کے لئے لازم ہے، ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن غذاؤں کو پسند فرماتے تھے ہم بھی انہیں پسند کریں، کیوں کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کا ایک حصہ ہے، اللہ ہم سب کو نبوی غذا استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

تعلیم و روزگار

ہندوستان میں بھوک مری کی سطح تشویشناک

ہندوستان 2022 کے گلوبل ہنگر انڈیکس (جی ایچ آئی) میں 2021 کے مقابلے میں 6 پائیدان نیچے گرکر 107ویں مقام پر پہنچ گیا ہے۔ ہندوستان کی حالت اپنے پڑوسی ممالک نیپال، پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے بھی بدتر ہے۔غیرملکی خبر رساں ادارے کے مطابق گلوبل ہنگر انڈیکس میں ہندوستان کا درجہ جنوبی ایشیا میں افغانستان کے علاوہ تمام ممالک سے نیچے ہے۔ یہ رپورٹ ایک آئرش ایجنسی کنسرن ورلڈوائیڈ اور جرمنی کی ایک تنظیم ویلتھ ہنگر ہیلف نے مشترکہ طور پر تیار کی ہے۔رپورٹ میں ہندوستان میں بھوک کی سطح کو تشویشناک قرار دیا گیا ہے۔انڈین ایکسپریس کے مطابق ہنگر انڈیکس میں 121 ممالک کی فہرست میں ہندوستان کا رینک 107 ہے، جبکہ گزشتہ سال یہ 101 تھا۔ ہندوستان اپنے پڑوسی ممالک سری لنکا(64) نیپال(81) بنگلہ دیش(84) اور پاکستان(99) سے بھی کافی نیچے ہے حالانکہ ملک کی مرکزی حکومت نے اس انڈیکس کو بے بنیاد بتاتے ہوئے کہا ہے کہ ایماندارانہ طور پر سروے نہیں کیا گیا ہے۔گلوبل ہنگر انڈیکس کی ویب سائٹ، جو بھوک اور غذائیت کی کمی کو ٹریک کرتی ہے، نے ہفتے کو یہ اطلاع دی ہے کہ چین، ترکی اور کویت سمیت 17 ممالک جی ایچ آئی کے 5 سے کم اسکور کے ساتھ سرفہرست ہیں۔ اس انڈیکس میں گزشتہ سال (2021) ہندوستان 116 ممالک میں 101ویں پائیدان پر تھا، جبکہ سال 2020 میں یہ 107 ممالک میں 94ویں پائیدان پر تھا۔ 2017 میں ہندوستان اس انڈیکس میں 100ویں مقام پر تھا۔ 2018 کے انڈیکس میں ہندوستان 119 ممالک میں 103ویں مقام پر تھا، جبکہ 2019 میں ملک ہندوستان 117 ممالک ہیں 102ویں مقام پر تھا۔ انڈیکس میں ہندوستان کا اسکور 29.1 ناپا گیا تھا، جو اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ ہندوستان میں بھوک کی سطح تشویشناک زمرے میں ہے۔انڈیکس اسکور کو 4 اشاریوں پر شمار کیا جاتا ہے، جن میں غذائیت، غذائی قلت، بچوں کی ترقی کی شرح اور بچوں کی اموات کی شرح شامل ہیں۔ بی بی سی کے مطابق گلوبل ہنگر انڈیکس میں مجموعی طور پر 100 پوائنٹ ہوتے ہیں، جن کی بنیاد پر کسی ملک کی بھوک کی شدت کی کیفیت ظاہر کی جاتی ہے، یعنی اگر کسی ملک کا اسکور صفر (0) ہے تو وہ اچھی پوزیشن میں ہے اور اگر کسی کا اسکور 100 ہے تو وہ بہت بری پوزیشن میں ہے۔کل ایسے 17 فہرست ممالک ہیں جن کا اسکور 5 سے کم ہے۔ان میں چین، ترکی، کویت، بیلاروس، یوراگوئے اور چلی جیسے ممالک شامل ہیں۔ وہیں مسلم اکثریتی ممالک کی پوزیشن کی بات کریں تو متحدہ عرب امارات 18ویں، ازبکستان 21ویں، قازقستان 24ویں، تیونس 26ویں، ایران 29ویں، سعودی عرب 30ویں مقام پر ہے۔(ایجنسی)

عالمی آبادی 8 ارب سے زیادہ

انسانیت کے لیے ایک اہم سنگِ میل میں، گزشتہ 12 سالوں میں ایک ارب افراد کے اضافے کے بعد منگل کو عالمی آبادی آٹھ ارب تک پہنچ گئی۔ اس اہم مرحلے تک پہنچنے میں ہندوستان نے بڑا کردار ادا کیا ہے۔اس عرصے کے دوران ہندوستان نے عالمی آبادی میں سب سے زیادہ 1770 ملین افراد کا اضافہ کیا۔ جبکہ اگلے ایک ارب کو عالمی آبادی میں شامل کرنے میں چین کا تعاون کم نہیں ہوگا۔ ہندوستان اگلے سال دنیا کے سب سے زیادہ آبادی والے ملک کے طور پر چین کو پیچھے چھوڑنے کے راستے پر ہے۔اقوام متحدہ (یو این) نے کہا کہ عالمی اعداد وشمار صحت عامہ میں بڑی بہتری کی نشاندہی کرتے ہیں جس سے موت کا خطرہ کم ہوا ہے اور متوقع عمر میں اضافہ ہوا ہے۔ عالمی ادارہ نے کہا کہ یہ لمحہ انسانیت کے لئے ایک واضح کال ہے کہ وہ تعداد سے آگے دیکھے اور لوگوں اور زمین کی حفاظت کے لئے اپنی مشترکہ ذمہ داری کو پورا کرے اور سب سے زیادہ کمزور لوگوں سے شروعات کرے۔(یواین آئی)

2014 کے بعد کا ہندوستان مختلف ہندوستان ہے: مودی

وزیراعظم نریندر مودی نے ہندوستانی برادری سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان آج دنیا کی سب سے تیزی سے ترقی کرنے والی بڑی معیشت ہے اور ملک ایک بڑے مقصد کے لئے کام کر رہا ہے اور تیزی کے ساتھ ایک نئی قوت کے طور پر ابھر رہا ہے۔ بالی میں جاری جی۔20 گروپ سربراہی اجلاس میں ہندوستانی وفد کی قیادت کرتے ہوئے مسٹر مودی نے کہا کہ ہندوستان نے اپنی آزادی کے امرت دور میں ایک ترقی یافتہ ملک بننے کا ہدف مقرر کیا ہے اور ہندوستان کے اس مقصد میں پوری دنیا کی بھلائی بھی جڑی ہوئی ہے۔ 2014 سے پہلے اور 2014 کے بعد کے ہندوستان کے درمیان فرق بتلاتے ہوئے مسٹر مودی نے کہا کہ "یہ فرق مودی نہیں، یہ رفتار (کام کرنے کی رفتار) اور اسکیل (کام کا پیمانہ) ہے۔" انہوں نے کہا کہ ہندوستان اب چھوٹے اہداف کا تعین نہیں کرتا۔ آج کا ہندوستان ایک بے مثال رفتار اور پیمانے پر کام کر رہا ہے۔اپنی حکومت کی خصوصی مہم کے دوران کھولے گئے 32 کروڑ جن دھن کھاتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ یہ امریکہ کی کل آبادی کے برابر ہے اور اسی طرح تین کروڑ مفت گھر دیے گئے ہیں، جو ہر آسٹریلوی شہری کی ضرورت پورا کرنے کے برابر ہے۔اس دوران ہندوستان نے جو بڑی شاہراہ تیار کی ہے وہ زمین کے ڈیڑھ چکر کے برابر ہے۔آیوشمان بھارت میں پانچ لاکھ روپے کا مفت علاج کرانے والوں کی تعداد یورپ کی آبادی سے زیادہ ہے۔کووڈ ویکسین کی مفت خوراکوں کی تعداد جو ہندوستان نے دی ہے وہ یورپ اور امریکہ کی آبادی کے ڈھائی گنا کے برابر ہے۔مسٹر مودی نے موجود ہجوم سے پوچھا کہ " کیا یہ آپ کا سر اونچا نہیں کرتا، آپ کو فخر نہیں کراتا؟" وزیراعظم کے اس سوال کا جواب وہاں موجود لوگوں نے اونچی آواز میں دیا۔انہوں نے کہا کہ اسی لیے میں کہتا ہوں پہلے ہندوستان۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ہندوستان اپنی جڑوں سے جڑ کر ترقی کی نئی بلندیوں کو چھونے کا ارادہ رکھتا ہے۔(یواین آئی)

وزیراعلیٰ نتیش کمار نے 10456 پولس اہلکاروں کو دیا تقررنامہ

وزیراعلیٰ نتیش کمار نے راجدھانی کے گاندھی میدان میں 10 ہزار 459 پولیس اہلکاروں کو تقرری نامہ دیئے۔ان میں 8246 کانسٹیبل اور 2213 سب انسپکٹر شامل ہیں۔وزیراعلیٰ نے پولیس کے اعلیٰ افسران سے کہا کہ پولیس فورس میں تیزی سے بحالی کی جائے۔ پولیس اہلکاروں کی صحیح تربیت کریں۔صرف مقدمہ درج نہ کریں بلکہ چارج شیٹ مقررہ وقت کے اندر داخل کریں تاکہ سزا جلد سنائی جاسکے۔محکمہ داخلہ کے ایڈیشنل چیف سکریٹری کو کہا کہ بحالی کا کام جلد کریں۔(پریس ریورٹ)

ہرسال 3000 ہندوستانی طلباء کو ملے گا برطانیہ کا ویزا

برطانوی وزیراعظم رشی سنک نے ہندوستانی طلباء اور نوجوانوں کے لیے بڑا فیصلہ لیا ہے۔سنک نے ہرسال ہندوستانی طلباء کو برطانیہ میں تعلیم حاصل کرنے اور نوجوانوں کو کام کرنے کے لیے تین ہزار ویزا دینے کا اعلان کیا ہے۔ برطانوی حکومت کا کہنا ہے کہ بھارت اس طرح کی اسکیم سے فائدہ اٹھانے والا پہلا ملک ہے۔ برطانیہ کے وزیراعظم نے کہا ہے-' آج یوکے-انڈیا پروفیشنلز اسکیم کی توثیق کردی گئی ہے۔ 30-18 سال کی عمر کے ہندوستانی ڈگری ہولڈرز کو برطانیہ آنے اور دوسال تک کام کرنے کے لیے 3000 ویزے کی پیشکش کی گئی ہے'۔ قابل ذکر ہے کہ سنک حکومت نے بالی میں وزیراعظم نریندر مودی سے ملاقات کے بعد یہ فیصلہ لیا ہے۔مودی جی-20 سربراہی اجلاس میں شرکت کے لیے انڈونیشیا کے بالی میں ہیں۔رشی سنک نے منگل کو مودی سے ملاقات کی تھی۔ بھارتی نژاد وزیراعظم بننے کے بعد سنک کی مودی سے پہلی ملاقات تھی۔ ڈاؤننگ اسٹریٹ نے ایک بیان میں کہا-'اسکیم ہندوستان کے ساتھ شروع کی گئی ہے۔ یہ ہمارے دوطرفہ تعلقات اور ہماری دونوں معیشتوں کو مضبوط کرنے کے لئے انڈوپیسیفک خطے کے ساتھ مضبوط تعلقات استوار کرنے کے لیے برطانیہ کے وسیع عزم کے لیے ایک اہم لمحہ ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ ہند بحرالکاہل خطے کے کسی بھی دوسرے ملک کے مقابلے برطانیہ کا ہندوستان سے زیادہ تعلقات ہیں۔ برطانیہ میں تمام بین الاقوامی طلباء میں سے تقریباً ایک چوتھائی ہندوستان سے ہیں۔ برطانیہ میں ہندوستانی سرمایہ کاری سے یہاں 95,000 ملازمتیں ملتی ہیں۔(انڈیا نیریٹو)

وزیراعلیٰ کے سی آر نے تلنگانہ میں 8 میڈیکل کالجوں کا افتتاح کیا

تلنگانہ کے چیف منسٹر کے چندر شیکھر راؤ نے منگل کو پرگتی بھون سے آٹھ اضلاع میں آٹھ نوتعمیر شدہ سرکاری میڈیکل کالجس میں تعلیمی سال کا باضابطہ افتتاح کیا۔ کے سی آر نے اسے ریاست کی تاریخ کا ایک مبارک دن قرار دیا۔اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ہمارا ہدف ہر ضلع میں ایک سرکاری میڈیکل کالج لانا ہے۔اس لانچ کے ساتھ، ہمارے پاس 17 اضلاع میں میڈیکل کالج ہیں۔ جلد ہی یہ تعداد ریاست کے تمام 33 اضلاع کے 33 میڈیکل کالجوں تک پہنچ جائے گی۔(یواین آئی)

ہندوستان کی برآمدات 16.65 فیصد سے کم ہو کر 29.78 بلین ڈالر

ہندوستان کی اشیا کی برآمدات گزشتہ سال کے اسی مہینے کے مقابلے اکتوبر میں 16.65 فیصد کم ہو کر 29.78 بلین ڈالر ہوگئی۔ یہ اطلاع منگل کو وزارت تجارت کی طرف سے جاری کردہ اعداد وشمار سے حاصل ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اکتوبر میں درآمدات بڑھ کر 56.69 بلین ڈالر ہوگئی جو کہ ایک سال قبل اسی ماہ میں 53.64 بلین ڈالر تھی۔ اکتوبر میں درآمدات بڑھ کر 56.69 بلین ڈالر گئی جو ایک سال قبل اسی ماہ میں 53.64 بلین ڈالر تھی۔رواں مالی سال کے پہلے سات مہینوں یعنی اپریل تا اکتوبر 2022 کے دوران برآمدات 12.55 فیصد بڑھ کر 263.35 بلین ڈالر تک پہنچ گئی۔اس دوران درآمدات 33.12 فیصد بڑھ کر 436.81 بلین ڈالر تک پہنچ گئی۔(یواین آئی)

سعودی عرب کا پاکستان کو 38 کروڑ 20 لاکھ ڈالر دینے کا فیصلہ

پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان طے پا گئے قرض کے معاملات میں سعودی عرب چار منصوبوں کیلئے پاکستان کو 38 کروڑ بیس لاکھ ڈالر فراہم کرے گا۔ تفصیلات کے مطابق پاک سعودی عرب اقتصادی تعلقات کے حوالے سے اہم پیش رفت ہوئی، پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان قرض معاملات طے پا گئے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ سعودی فنڈز کیلئے ٹیکس چھوٹ کی سعودی شرط پوری کی جائے، سعودی عرب نے 4 منصوبوں کیلئے پاکستان کو 38 کروڑ 20 لاکھ ڈالرز دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ذرائع کے مطابق سعودی عرب نے فنڈز فراہمی کو ٹیکس چھوٹ سے مشروط کیا ہے، حکومت سعودی فنڈز کو ٹیکس چھوٹ دینے کیلئے ضروری اقدامات کر رہی ہے۔ حکومتی ذرائع نے بتایا کہ پاکستان اور سعودی عرب جلد معاہدوں پر دستخط کریں گے، سعودی ولی عہد کے متوقع دورہ پاکستان میں معاہدوں پر دستخط کا پلان ہے۔(یواین آئی)

ہندوستان میں پاکستانی روح افزا کی فروخت پر روک

دہلی ہائی کورٹ نے ٹریڈ مارک کی خلاف ورزی کے مقدمے کی سماعت کے دوران ایمیزون انڈیا کو پاکستانی ساختہ روح افزا فروخت کرنے سے روک دیا ہے۔ ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن اور ہمدرد لیباریٹریز انڈیا (ہمدرد دواخانہ) نے ہائی کورٹ کے سامنے ایک درخواست دائر کی تھی، جس میں درخواست کی گئی تھی کہ ایمیزون انڈیا کو اپنے پلیٹ فارم پر پاکستانی ساختہ روح افزا فروخت کرنے سے روکا جائے۔(ایجنسی)

ملی سرگرمیاں==================== مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ کا نظام قضاء ایک مثالی نظام عدل ہے: حضرت امیر شریعت

جمشید پور میں کل ہند سیمینار برائے قضاۃ کی افتتاحی نشست میں قضاۃ وعلماء کے درمیان مشاہیر علماء کرام وماہر وکلاء کا اظہار خیال

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام کل ہند سیمینار برائے قضاۃ کی پہلی و دوسری نشست جھارکھنڈ کے تاریخی و صنعتی شہر جمشید پور میں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی صدارت میں آج مورخہ 13 نومبر 2022 روز اتوار کو دال بھوم کلب، آم بگان، ساکچی میں بحسن وخوبی منعقد ہوئی۔ جس میں بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے علاوہ ملک کی مختلف ریاستوں سے قضاۃ وعلماء کرام، ارباب وفقہ وفتاویٰ، سپریم کورٹ، متعدد ہائی کورٹس اور ضلعی عدالتوں کے ماہر وکلاء، ڈسٹرکٹ جج، بار ایسوسی ایشن کے ذمہ داران وارکان نے شرکت کی۔ اس افتتاحی نشست کے صدارتی خطاب میں امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے امارت شرعیہ کی مختلف خدمات کا تفصیل سے ذکر کیا، خاص طور پر آپ نے دار القضاء کے ذریعہ وسیع پیمانے پر جو خدمات انجام دی جارہی ہیں ان پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کا کام پوری دنیا کے جوڈیشری سسٹم کے لیے مثالی ہے۔ ستر فیصد سے زیادہ معاملات یہاں ایک مہینے کے اندر میں حل ہو جاتے ہیں، پوری دنیا میں اس کی مثال موجود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ صرف مسلمانوں کے لیے کام نہیں کرتی بلکہ خدمت انسانی اور تعلیم کے میدان میں بلا تفریق مذہب وملت پورے سماج کے لیے کام کرتی ہے۔ ابھی حالیہ دنوں میں سی بی ایس ای طرز کے چھ نئے اسکول کی داغ بیل ڈالی گئی، جس میں ہر طبقہ کے بچوں اور بچیوں کو معیاری تعلیم سے آراستہ کیا جارہا ہے۔ انہوں نے اپنے خطاب کے دوران اسلامی نظام قضاء پر بعض سوالات کا بہت خوبصورتی کے ساتھ علمی انداز میں مثالوں کے ذریعہ تشفی بخش جواب دیا، خاص طور پر نکاح کی عمر کے سلسلہ میں بین الاقوامی قوانین اور دنیا کے معروف مذاہب کے قوانین کے حوالہ سے مدلل جواب دیا اور اسلامی نکتہ نظر کی وضاحت فرمائی۔ فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے کلیدی خطبہ میں شرعی قوانین کی حکمتوں اور نزاکتوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی قانون کی بنیاد عدل پر قائم ہے، اور دوسری بنیاد انسانیت کو نقصان سے بچانا ہے۔ اور عدل کبھی مساوات کے ذریعہ ہوتا ہے تو کبھی اس کے لیے ذمہ داریوں کی بنیاد پر حقوق میں فرق بھی کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نے عورتوں کے مالی حقوق پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور فرمایا کہ بعض مراحل میں مردوں اور عورتوں کی وراثت مالی منفعت برابر ہو جاتی ہے، بلکہ بعض ایسے حالات بھی ہیں جن میں خواتین کو زیادہ حق ملتا ہے۔ اسلام کے اسی نظام عدل کی بنیاد پر ہندو کوڈ ایکٹ میں طلاق و وراثت کے نظام کو اسلامی قانون سے اخذ کیا گیا۔ انہوں نے طلاق، خلع، طلاق مباراۃ، طلاق تفویض، طلاق بائن اور فسخ نکاح سے متعلق اسلامی قانون کو تفصیل سمجھایا۔ نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے استقبالیہ کلمات میں مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرمایا کہ قضاۃ اور وکلاء کے درمیان تفہیم شریعت کا یہ مذاکرہ سنگ میل ثابت ہوگا اور اس سے پوری ملت کو روشنی ملے گی۔ انہوں نے امارت شرعیہ کے نظام قضاء کی خدمات اور امتیازی خصوصیات بیان کرتے ہوئے کہا کہ فریقین کے درمیان رضامندی سے بہت سے معاملات ایک سے دو دنوں میں ہی حل ہو جاتے ہیں، جب کہ دوسری جگہوں پر طویل عرصہ درکار ہوتا ہے۔ آپ نے اس موقع پر امارت شرعیہ کے تعلیمی و دعوتی نظام پر بھی روشنی ڈالی۔ سیمینار کے مہمان خصوصی اور سپریم کورٹ آف انڈیا کے سینئر ایڈووکیٹ نے مسلم پرسنل لا سے متعلق تین ایکٹ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ دار القضاء کا نظام آربٹریشن ایکٹ کے دائرے میں آتا ہے، اسکے ذریعہ قانونی اعتبار سے نجی تنازعات کے تصفیہ کی قاضی کو اختیارات حاصل ہیں اور ان بنیادوں پر قاضی کے ذریعہ جو کارروائی ہوگی، اس کو کورٹ بھی تسلیم کرے گا۔ اس حیثیت سے اگر غور کیا جائے تو دار القضاء عدالتوں اور پبلک اتھارٹی پر پڑنے والے بوجھ کو کم کر رہا ہے۔ جناب ایم آر شمشاد صاحب نے مسلم پرسنل لا اور ہندوستانی قانون کا تقابلی مطالعہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ عدالتوں کے سامنے مسلم پرسنل لا کے تعلق سے بعض ایسے مواد ہیں جن سے غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے اور عدالتوں کے تبصرے شرعی قانون کے خلاف ہو جاتے ہیں، اس سلسلہ میں انہوں نے حجاب اور جلباب کی مثال پیش کرتے ہوئے کہا کہ عدالت کے سامنے اسلامی قوانین کی غلط ترجمانی اور من مانی تعبیر وتشریح کی وجہ سے اس سلسلہ میں عدالت کا قابل اعتراض تبصرہ سامنے آیا۔ قاضی شریعت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے سیمینار کے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ دار القضاء کے قاضیوں کے سامنے کچھ ایسے مسائل آتے ہیں، جنہیں آئینی طور پر حل کرنے کے لیے وکلاء حضرات سے مشورہ کی ضرورت پڑتی ہے، آج کا اجلاس انہیں حل طلب مسائل کے حل کے لیے منعقد ہوا ہے۔ انہوں نے دار القضاء کے ذریعہ ہورہی کارروائیوں کی تفصیل اور طریقہ کار بھی بیان کیا۔ اس موقع پر انہوں نے شرکاء کے سامنے کچھ سوالات بھی پیش کیے۔ جس پر وکلاء حضرات نے قانونی اعتبار سے اپنی رائے پیش کی۔ رانچی ہائی کورٹ کے سینئر وکیل جناب ایڈووکیٹ عبد العلام صاحب نے کہا کہ عائلی تنازعات کی بنیاد ہمارے معاشرے کی بے راہ روی ہے، جب تک اصلاح معاشرہ کی تحریک کو تیز نہیں کیا جائے گا، مسائل حل نہیں ہوں گے۔ انہوں نے تجربات کی روشنی میں چند مسائل کا تذکرہ بھی کیا۔ ڈسٹرکٹ جج جمشید پور جناب انل کمار مشرا نے کہا کہ کوئی بھی قانون دشواریوں کو دور کرنے کے لیے ہی بنایا جاتا ہے، تاکہ مظلوموں کو انصاف مل سکے، مجھے یہاں آکر بہت مسرت ہوئی اور بہت کچھ استفادہ کا موقع ملا۔ بار ایسوسی ایشن کے صدر لالہ اجیت کمار ابسٹا نے کہا کہ قانون کا مقصد انصاف دلانا یت اور انسانیت کی مدد کرنی ہے، تاکہ ہر ایک کو سماج میں پھلنے پھولنے کا موقع مل سکے۔ سارے مذاہب قابل احترام ہیں پر آدمی کو اپنے گھر کو ٹھیک رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، مجلس استقبالیہ کے چیر میں جناب ریاض شریف صاحب نے تمام مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں نے ہمیں خدمت کا موقع دیا اس کے لیے ہم سب شکر گزار ہیں، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے نظام قضاء سے متعلق چند چیزوں کی وضاحت کی۔ پہلی نشست کی نظامت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے کی اور کہا کہ امارت شرعیہ کے میدان کار پانچ ہیں، سماجی اتحاد، سماجی انصاف، سماجی اصلاح، تعلیم کا فروغ اور انسانی خدمت۔ دوسری نشست کی نظامت ڈاکٹر ذکی اختر صاحب نے کی انہوں نے ابتدائی گفتگو میں پروگرام کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی اور امارت شرعیہ معاشرہ کی اصلاح میں جو خدمات ہیں ان کو بیان کیا، انہوں نے اسلامی قانون کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی قانون کو قرآن وحدیث او نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے سمجھنا چاہئے۔ پروگرام کا آغاز جناب مولانا قاری اطہر غزالی صاحب قاسمی امام وخطیب جامع مسجد جمشید پور کی تلاوت سے ہوا۔ اظہار تشکر جناب زید صاحب ایڈووکیٹ رانچی ہائی کورٹ نے پیش کیا۔ اجلاس کے کنوینر جناب مولانا سعود قاسمی قاضی شریعت جمشید پور اور ان کے رفقاء کے علاقہ استقبالیہ کمیٹی کے ذمہ داران حاجی شفیع احمد، ریاض شریف، مولانا مفتی نشاط احمد، حافظ آفاق احمد، حافظ ذو الفقار و دیگر و ارکان نے اجلاس کو کامیاب و با مقصد بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان دونوں نشستوں میں شریک ہونے والوں میں حضرت مولانا عتیق احمد بستوی کنوینر دار القضاء کمیٹی مسلم پرسنل لا بورڈ،، مولانا مفتی احمد دیولوی، مولانا صغیر احمد رشادی امیر شریعت کرناٹک، جناب مولانا فرید الدین صاحب ناظم امارت شرعیہ آسام، جناب مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، جمشید پور فیملی کورٹ کے جج جناب کمل چوپڑا، جناب ذاکر بلیغ ایڈووکیٹ، جناب الحاج احسان الحق صاحب، جناب سید حامد ولی فہد رحمانی صاحب، ماسٹر انوار احمد صاحب، مولانا نور الحق رحمانی استاذ المعہد العالی امارت شرعیہ، مفتی زاہد قاسمی اڈیشہ، مفتی اظہر قاسمی جامعہ رحمانی مونگیر، مفتی ریاض قاسمی جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا سہیل احمد ندوی، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا عبد الباسط ندوی، مولانا ذکاء اللہ اندور، مولانا تبریز قاسمی دہلی، مولانا مفتی زاہد قاسمی بڑبل، مولانا رضوان ندوی، مولانا سہیل اختر قاسمی، مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی، مولانا امتیاز قاسمی، قاضی محمد انور قاسمی رانچی، مولانا ضمیر قاسمی، مولانا ارشد قاسمی، مولانا مفتی ظفر صاحب راورکیلا، مولانا زکریا صاحب گوا، مولانا قاری عبد اللہ صاحب پونے، مولانا عبد اللہ صاحب تھانے مہاراشٹرا، مولانا بسم اللہ ڈابھیل گجرات، مولانا نعیم صاحب احمد آباد، مولانا قاضی کامل صاحب دہلی، مولانا عبد الرحمٰن قاسمی دلدار نگر، مولانا طاہر صاحب پونے، مولانا شمشاد ندوی صاحب جے پور راجستھان، مولانا ظہیر الدین صاحب میوات، مفتی یحیٰ معین قاسمی ممبئی، مولانا سہیل احمد قاسمی بھلائی، چھتیس گڑھ، مولانا ذو القرنین صاحب چھتیس گڑھ، مولانا عاشق الٰہی ہریانہ، مولانا زبیر صاحب آسنسول، قاری داؤد عرفانی آسنسول، مفتی اشرف مہاراشٹر، مفتی محی الدین مہاراشٹر جناب خلیل اللہ صاحب پونے، مفتی سیف اللہ الہ آباد، مولانا فلاح الدین قاسمی، مولانا قاضی عمران صاحب بالا ساتھ، مولانا احسان الحق قاسمی، مولانا خورشید صاحب بھاگل پور، مولانا ثناء اللہ قاسمی ہزاری باغ، مفتی نسیم احمد کوڈرما، مولانا عمر فاروق لوہردگا، مولانا مفتی شاہد قاسمی دھنباد، مولانا سعید اسعد قاسمی آسنسول، مولانا صبغۃ اللہ قاسمی کٹک، مولانا عبد الودود قاسمی راورکیلا، مفتی فخر الدین پرولیا، قاضی نظام الدین جامتاڑا، مولانا عبد الباسط ایٹاہار، مولانا اعجاز قاسمی دملہ، مولانا شمیم اکرم قاسمی، قاضی ارشد صاحب پورنیہ، مولانا رضی احمد مونگیر، مولانا اعجاز احمد صاحب سابق چیرمین مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ، مولانا احمد حسین قاسمی مدنی، مولانا وسیم اختر گیا، مولانا مختار صاحب سمڈیگا، مولانا امان اللہ قاسمی سمستی پور، مولانا کلیم اللہ مظہر چترپور، مولانا سید طاہر صاحب بوکارو، مولانا ابو الکلام شمسی، مولانا افروز سلیمی جمشید پور، مولانا سراج الدین صاحب گڈا، مولانا یونس بانکا، مولانا شکیل قاسمی روہتاس، مولانا ارشد قاسمی گوگری، مولانا صابر حسین قاسمی، مولانا ذیشان قاسمی، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی دربھنگہ، حافظ احتشام رحمانی، مولانا راشد العزیری قاسمی، مولانا راشد انور، مولانا مفتی ریاض احمد موتیہاری، مولانا اطہر جاوید ڈھاکہ، مولانا عطاء الرحمٰن بھوپال، مولانا روح الامین قاسمی، مولانا طارق رحمانی مولانا اشتیاق صاحب بسوریا، کے علاوہ علماء ومشاہیر، قضاۃ کرام اور ارباب فقہ وفتاویٰ، وکلاء، دانشوران کی بڑی تعداد ان نشستوں میں شریک رہی۔ خبر لکھے جانے تک اجلاس کی تیسری نشست رائل گارڈن ذاکر نگر میں جاری ہے۔ یہ خبر جمشید پور سے مولانا سید محمد عادل فریدی صاحب نے دی ہے

انہوں نے سبھوں سے اتحاد فکر وعمل کے ساتھ ادارے کے کاز کو آگے بڑھانے اور مضبوط کرنے پر زور دیا، جناب شاہنواز احمد خاں صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ نے ملی مسائل کے حل کے لیے جو اقدامات کیے ہم سب لوگ اس سے حد درجہ مطمئن ہیں اور ان خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، مولانا ڈاکٹر یاسین قاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ اپنی خدمات کی وجہ سے ہر شخص کے دل کی آواز بن گئی ہے، انہوں نے شہر رانچی میں اس اجلاس کے انعقاد پر خوشی ومسرت کا اجلاس کرتے ہوئے کہا کہ جھارکھنڈ کے اقلیتی اداروں کے کچھ مسائل ہیں ان شاء اللہ ہم سب لوگ اس کے حل کی کوشش کریں گے، جناب جاوید اقبال صاحب ایڈوکیٹ نے امارت شرعیہ کے دینی مکاتب کے نظام کو وسیع کرنے اور مختلف پسماندہ علاقوں میں مکاتب کے قیام پر زور دیا نیز شعبہ جات کی رپورٹ پر بھی اطمینان کا اظہار کیا، انہوں نے دفتری نظام کو اور زیادہ معیاری بنانے کے لیے چند اہم مشورے بھی دیے، جناب مولانا ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب سابق چیرمین مدرسہ بورڈ نے کہا کہ امارت شرعیہ کے سارے ذمہ دار وکارکنان خدمت کے جذبہ سے کام کرتے ہیں جن کا ہم سب کو اعتراف کرنا چاہیے، مولانا قاضی انور حسین صاحب نے دار القضاء کے ذریعہ ہورہے شرعی فیصلوں کی افادیت اور اس کی نافعیت کو مزید بڑھانے کے لیے کئی قیمتی مشورے دیے، اس نشست میں جناب ذاکر بلیغ صاحب ایڈوکیٹ، جناب مولانا ظفر عبد الرؤف رحمانی، حاجی محمد عارف رحمانی صاحب، مفتی توحید مظاہری جناب فیاض حالی صاحب ایڈوکیٹ، جناب مولانا قاضی سعود عالم صاحب، مولانا محمد ظفر عالم صاحب اڈیشہ، جناب عبد الحق صاحب صاحب گنج، ماسٹر انور احمد صاحب، جناب مولانا وحید الزماں صاحب نے زیر بحث ایجنڈوں میں بہت سے قیمیتی آراء پیش کیے۔

امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے اس اجلاس میں شعبہ جات امارت شرعیہ کی یکسالہ کارکردگی کا خلاصہ شعبوں کے ذمہ داروں نے پیش کیا، نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے پروجیکٹ منیجمنٹ کی پورٹ پیش کی جبکہ دار القضاء کی رپورٹ مولانا قاضی محمد انظار عالم صاحب، دعوت وتبلیغ کی رپورٹ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب، دار الافتاء کی رپورٹ مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن صاحب، شعبہ تحفظ انسانیت کی رپورٹ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، شعبہ تعلیم کی رپورٹ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب، امارت ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر ٹرسٹ اور اس کے ذیلی اداروں کی رپورٹ مولانا سہیل احمد ندوی صاحب، المعہد العالی کی رپورٹ مولانا عبد الباسط ندوی صاحب، امارت پبلک اسکول کی رپورٹ مولانا ابو الکلام شمسی صاحب، شعبہ اصلاحات اراضی کی رپورٹ جناب عبد الوہاب صاحب اور بیت المال کی رپورٹ جناب اشفاق صاحب اور امتیاز صاحب نے پیش کی۔ اجلاس کا اغاز قاری محمد صہیب صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے تجویز تعزیت پیش کرتے ہوئے مرحومین کے لیے حضرت امیر شریعت صاحب سے دعاء کے لیے درخواست کی، مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے سابقہ کارروائی پر عملی پیش رفت کا خلاصہ بیان کیا، اجلاس کی نظامت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا، آخر میں مختلف آراء کی روشنی میں اتفاق رائے سے مذکورہ تجاویز منظور ہوئیں، یہ نشست حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعاء پر اختتام پذیر ہوئی۔

امارت شرعیہ کی فکر فکر اسلامی ہے ،اس فکر کو عام کرنے کی ضرورت ہے : حضرت امیر شریعت

جھارکھنڈ کے تاریخی شہر جمشید پور میں قضاۃ امارت شرعیہ کے سالانہ اجتماع سے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کا فکر انگیز خطاب

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مرکزی وذیلی قضاۃ سے خطاب کرتے ہوئے امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اصحاب افتاء وقضاء کو عالمانہ وقار اور داعیانہ کردار کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیے ۔ان کے حسن اخلاق اور خوش مزاجی سے لوگوں کے دل متاثر ہوں، اس پہلو پر انہیں خصوصیت سے غور کرنا چاہیے اور اپنی اصلاح پر توجہ دینی چاہیے ۔انہوں نے فرمایا کہ باطنی صالحیت کے ساتھ ساتھ ظاہری ہیئت اور رکھ رکھاؤ کے اعتبار سے بھی قاضی کو معاشرہ میں ممتاز ہونا چاہیے ۔حضرت امیر شریعت روائل گارڈن روڈ نمبر سترہ ذاکر نگر جمشید پور میں مورخہ 14 نومبر 2022 کو بعد نماز مغرب منعقد قضاۃ امارت شرعیہ کے سالانہ اجتماع سے صدارتی خطاب کر رہے تھے ۔انہوں نے اس موقع پر فرمایا کہ قضاۃ حضرات کے اندر فکر امارت شرعیہ رچ بس جانی چاہیے اور سال میں کم از کم 26 جمعہ کے خطبات میں نظام قضاء کی اہمیت وافادیت اور دار القضاء کے ذریعہ ہو رہی خدمات سے عوام کو واقف کراتے رہنا چاہیے ۔نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے کہا کہ دار القضاء کی نافعیت کو لوگوں تک پہونچانے کے لیے جمعہ کے خطبات، تعارفی کتابچے ، ویڈیو کلپ وغیرہ کے ساتھ دوسرے ذرائع ابلاغ کا استعمال کرنا چاہیے ۔مولانا قاضی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دار القضاء نے خطبہ استقبالیہ اور دار القضاء کی سالانہ کارکردگی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ الحمد للہ اس سال ماضی کے مقابلہ میں معاملات کی تعداد قابل ذکر طور پر بڑھی ہے اور دار القضاء سے لوگوں کے رجوع میں بھی بے پناہ اضافہ ہوا ہے ۔انہوں نے اعداد وشمار کی روشنی میں بتایا کہ اس سال دس نئے دار القضاء قائم ہوئے ،اور آئندہ بھی دس کا ہدف رکھا گیا ہے ۔انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس سال مرکزی اور ذیلی دار القضاء ملا کر سات ہزار سے زیادہ معاملات کو حل کیا گیا اور مرکزی دار القضاء سے 2168 جبکہ ذیلی دار القضاء سے 799 سند نکاح جاری ہوئے ۔جو کہ بہت نمایاں تعداد ہے ۔انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ہمارے کئی قضاۃ کو میرج رجسٹرار کا درجہ حاصل ہوا ہے اور کئی مزید قضاۃ کی کارروائی جاری ہے ۔قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ نکاح رجسٹریشن کے تعلق سے جو قانونی دشواریاں ہیں ، ذیلی قضاۃ مرکزی دفتر سے رابطہ کریں اور دیگر قضاۃ نے جن بنیادوں پر منظوری حاصل کی ہے ، وہ کاغذات ان کو فراہم کیے جائیں ۔انہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں جو بھی انتظامی مدد ہوگی وہ ضرور کی جائے گی ۔انہوں نے انتظامی طور پر دیگر مفید مشورے بھی دیے ۔ایجنڈے کے مطابق تمام قضاۃ کو میرج رجسٹرار کے طور پر منظوری دلانے کی کارروائی کے مختلف پہلوؤں پر غور وخوض کیا گیا اور اس مسئلہ کو فوری طور پر ترجیحی بنیاد پر حل کرنے کے طریقوں پر گفتگو ہوئی ۔ایجنڈے کے مختلف پہلوؤں پر مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی ، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی ،مولانا سہیل احمد ندوی ،مولانا سہیل اختر قاسمی ،مولانا مفتی وصی احمد قاسمی ،مولانا قاضی محمد انور قاسمی قاضی شریعت رانچی، مولانا محمد ارشد قاسمی قاضی شریعت پورنیہ ،مولانا محمد سعود عالم قاسمی قاضی شریعت جمشید پور، مولانا اطہر جاوید قاسمی قاضی شریعت ڈھاکہ ،مولانا خورشید انور قاسمی قاضی شریعت بھاگل پور، مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت کشن گنج ،مولانا عبد الودود قاسمی قاضی شریعت راورکیلا ،مولانا عتیق اللہ قاسمی قاضی شریعت ارریہ ،مولانا شاہد قاسمی قاضی شریعت دھنباد ،مولانا ارشد علی رحمانی قاضی شریعت دربھنگہ ،مولانا فخر الدین قاسمی قاضی شریعت شیوہر ،مولانا سعید اسعد قاسمی معاون قاضی شریعت آسنسول ،مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت گوگری ،مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی دربھنگوی نائب قاضی شریعت ،مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت مرکزی دار القضاء ،مولانا اظہار الحق قاسمی قاضی شریعت للجہ ،مولانا فخر الدین قاسمی قاضی شریعت پرولیا ،مولانا کلیم اللہ مظہر قاضی شریعت چترپور وبوکارو ،مولانا رضی احمد رحمانی ندوی قاضی شریعت مونگیر ،مولانا صبغۃ اللہ قاسمی معاون قاضی شریعت کٹک ،مولانا امتیاز احمد قاسمی معاون قاضی شریعت مرکزی دار القضاء وغیرہ نے زیر بحث ایجنڈوں پر قیمتی آراء پیش کیں اور ان مباحث کی روشنی میں کئی مفید تجاویز اور قرار دادیں پاس ہوئیں ۔اس نشست کا آغاز مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت گوگری کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، ایجنڈا نمبر۲ کے تحت مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری معاون قاضی شریعت مرکزی دار القضاء نے تجویز تعزیت پیش کی جس میں ملکی وملی سطح کی ممتاز شخصیات جنہوں نے داغ مفارقت دے دی ان کا تذکرہ کیا، ان میں حضرت مولانا جلال الدین عمری سابق امیر جماعت اسلامی ہند، مولانا حمزہ حسنی ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا محمود حسن حسنی ندوۃ العلماء لکھنؤ ، ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی ، انجینئر ابو صالح دربھنگہ، مولانا نسیم اختر شاہ قیصر دار العلوم وقف دیوبند، نانی محترمہ حضرت امیر شریعت مدظلہ، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی کی ماموں زاد بہن، مولانا شمس الضحیٰ بھاگل پور، مولانا نہال الدین چمپانگر، حاجی عمران چمپانگر، مولانا مسعود عالم قاسمی سابق مبلغ امارت شرعیہ، حافظ فخر الدین صاحب سابق پرنسپل درسہ رحمانیہ سوپول، مولانا فاروق صاحب سکریٹری امارت شرعیہ لوریا بلاک ،مولانا حسان ندوی بھاگل پور، مولانا فاروق صدیقی سمستی پور، جناب سلطان احمد صاحب صلحاء سمستی پور (ماموں رضوان احمد ندوی)، حافظ نظیر احمد رشیدی رانچی، مولانا عبد القادر قاسمی جھالدہ پرولیا کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں ۔سابقہ کارروائی جناب مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت نے پڑھ کر سنائی اور سابقہ تجاویز اور ان پر ہونے والی عملی پیش رفت پر روشنی ڈالی ۔آخر میں یہ نشست حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی ۔اس اجلاس میں امارت شرعیہ کے مرکزی اور ذیلی دار القضاء کے قضاۃ ونائبین کے علاوہ مسلم پرسنل لا بورڈ کے قضاۃ اور مرکزی دفتر کے ذمہ داران نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی ۔خاص طور پر مولانا مفتی سہراب ندوی نائب ناظم، مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم ،مولانا رضوان احمد ندوی معاون مدیر نقیب ،مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم، مولانا محمد ابو الکلام شمسی معاون ناظم ،مولانا محمد عادل فریدی ،مولانا راشد العزیزی ندوی، مولانا قاری داؤد عرفانی آسنسول کے اسماء قابل ذکر ہیں ۔اجلاس کی نظامت کے فرائض نائب قاضی شریعت مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نے بحسن وخوبی انجام دی۔

قانون شریعت کو اپنے اوپر، اپنے خاندان پر اور پورے سماج پر نافذ کریں: حضرت امیر شریعت

راجوارہ گارڈن پارڈیہہ جمشید پور میں نقباء ، علماء و دانشوران کے عظیم الشان مجمع سے علماء کرام کا خطاب

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام، مغربی ومشرقی سنگھ بھوم اور سرائے کیلا کھرساواں (جھارکھنڈ) اور میوربھنج و کیونجھر (اڈیشہ) کے نقباء، نائبین نقباء، ارباب حل وعقد، ارکان شوریٰ، علماء، ذمہ داران مدارس، ائمہ کرا، سیاسی وسماجی خدمت گاران ودانشوران کا ایک خصوصی تربیتی اجتماع شہر آہن جمشید پور کے راجوارہ میرج ہال، پارڈیہہ، جواہر نگر جمشید پور کے پرشکوہ کیمپس میں مورخہ 15 نومبر 2022 کو صبح دس بجے سے امیر شریعت بہار اڈیشہ جھارکھنڈ مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں صدارتی خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے تمام مندوبین و منتظمین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا اس تین روزہ اجلاس واجتماع کی ترتیب اور اس کو کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے میں جن لوگوں نے بھی حصہ لیا وہ مبارک باد کے مستحق ہیں، انہوں نے خاص طور اس کے لیے نائب امیر شریعت حضرت مولانا شمشاد رحمانی قاسمی ، مولانا محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دار القضاء، مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم ، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، اجلاس کے کنوینر اور جمشید پور دار القضاء کے قاضی شریعت قاضی سعود عالم قاسمی، مجلس استقبالیہ کے جنرل سکریٹری ریاض شریف ، صدر استقبالیہ جناب حاجی شفیع احمد صاحب، مولانا افروز سلیمی قاسمی معاون قاضی جمشید پور کے علاوہ ان کی پوری ٹیم کا شکریہ ادا کیا ۔اس موقع انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دنیا کی خلافت عطا فرمائی ہے ، یعنی انہیں دنیا کو بہتر ڈھنگ سے چلانے کی ذمہ داری دی ہے ۔اور اس کے ساتھ اللہ نے ان کو اپنی ہدایات بھی دی ہیں اور عدل کے ساتھ دنیا کو چلانے کا طریقہ بھی بتایا ہے ۔اگر ہم اُس دنیا میں جنت کے خواہاں ہیں تو اِس دنیا کو بھی جنت بنانا پڑے گا ۔اور اس کے لیے قرآن کریم سے شغف رکھنا اور اس کے قوانین کو اپنے اوپر، اپنے گھر والوں اور خاندان کے اوپر اور پھر پورے سماج میں نافذ کرنا پڑے گا ۔انہوں نے پہلے اپنی اصلاح پھر سماج کی اصلاح کرنے کی تلقین کی ۔انہوں نے عصبیت کا مزاج چھوڑ کر صدق، امانت اور اسلامی اتحاد کے مزاج کو اختیار کرنے پر بھی زور دیا۔ اس موقع پر حضرت امیر شریعت نے مسلمانوں کے اندر پھیلی تعلیمی پسماندگی پر تشویش کا اظہار کیا اور اعداد وشمار کی روشنی میں فرمایا کہ ہمارے چار فیصد بچے مدرسوں میں تعلیم حاصل کرتے ،صرف چار بچے عصری درسگاہوں میں اعلیٰ تعلیم تک پہونچ پاتے ہیں، اس تعلیمی گراوٹ کو دور کرنے اور تعلیم کے گراف کو سو فیصد تک پہونچانے کی ذمہ دار ہمارے نقباء، ارباب حل وعقد اور سماج کے ذمہ دار طبقہ پر عائد ہوتی ہے ، کہ وہ مسلم بچوں کو تعلیم کے میدان میں آگے بڑھانے کی فکر کریں ۔نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے کہا ہمیں اسلام کو قرآن وحدیث ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور صحابہ کے طرز عمل سے سمجھنے کی ضرورت ہے ۔آپ نے کہا کہ اسلام نے جماعت کے ساتھ زندگی گزارنے کا تصور دیا ہے ، امارت شرعیہ اسی تصور کو زمین پر اتارنے کی عملی جدو جہد کا نام ہے ۔ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں شرعی ، سماجی اور اخلاقی زندگی گزارنا ہی امارت شرعیہ کا مقصد ہے ۔اسلام فقط عبادات کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام معاشیات، اقتصادیات، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور سماجیات کے مجموعہ کا نام ہے ۔امارت شرعیہ ایک اسلامی فکر کا نام ہے یہ کسی تنظیم یا جماعت کا نام ہے ۔قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کی تاریخ اور قیام کے پس منظر اور امارت شرعیہ سے کیوں جڑنا چاہیے اس کے وجوہات کو تفصیل سے بیان کیا ۔انہوں نے کہا کہ آزاد ملک میں مسلمان اپنے مذہبی حقوق کے ساتھ سر اٹھا کر اپنی شناخت اور وقار کی حفاظت کرتے ہوئے زندگی گزاریں اسی مقصد کے تحت ہمارے اکابر نے امارت شرعیہ کو قائم کیا اور انہیں خطوط پر آج ایک سو برس سے زیادہ عرصہ سے امارت شرعیہ سرگرم عمل ہے ۔مولانا فرید الدین قاسمی استاذ دار العلوم وقف دیوبند نے کہا کہ اس امت کا خاص امتیاز ہے کہ سمع وطاعت کے ساتھ یہ امت زندگی گزارتی ہے ، انہوں نے سمع وچاعت کے ساتھ اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارنے کی تلقین کی ، ساتھ ہی حب دنیا اور حب جاہ سے بچنے کی بھی ترغیب دی ۔مولانا انظار عالم قاسمی نے دار القضاء کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی اور اپنے تنازعات کو دار القضاء کے ذریعہ حل کرانے پر زور دیا ۔مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی نے کلمہ کی بنیاد پر متحد ہو کر زندگی گزارنے پر زور دیا ،مولانا عبد الباسط قاسمی نے مردوں اور عورتوں کے فرائض اور ان کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی اور بچوں کی اسلامی اور اخلاقی تربیت کی طرف توجہ دلائی ۔مولانا سہیل احمد ندوی نے نئی قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے مضمرات کو بیان کرتے ہوئے مکاتب کے قیام پر زور دیا اور علم کے حصول کے ساتھ آخرت کے خوف کو بھی مد نظر رکھنے تلقین کی ۔مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے مدارس اسلامیہ کو درپیش خارجی وداخلی مسائل اور ان کے حل پر توجہ دلائی ،مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ نے استقبالیہ کلمات پیش کرتے ہوئے اجلاس کے انعقاد کے مقاصد پر روشنی ڈالی ۔مولانا احمد حسین قاسمی صاحب نے تنظیم امارت شرعیہ کے اغراض ومقاصد اور اس کی خدمات کا تعارف پیش کیا ۔مولانا مفتی زاہد صاحب بڑبل نے اتحاد کے ساتھ رہنے اور قرآن کریم کی عظمت کو اپنے سینے سے لگانے پر زور دیا ۔انہوں نے کاہ کہ اگر سینے میں قرآن ہوگا اور اسلام ہوگا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حفاظت کریں گے ۔مولانا سعود عالم قاسمی نے تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا اور خواتین وو راثت میں حصہ دینے ، مسلکی جھگڑوں کو چھوڑ کر اتحاد واتفاق سے رہنے ، امیر شریعت کی اطاعت کے ساتھ زندگی گزارنے کے سلسلہ میں ہاتھ اٹھوا کر سامعین سے عہد لیا ۔اس سے قبل اجلاس کا آغاز قاری خورشید صاحب امام وخطیب جامع مسجد آسنسول کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا، نعت شریف جناب مولانا عباس مظاہری، مولانا شمیم اکرم رحمانی ، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری، مولانا احمد حسین قاسمی اور مولانا اشتیاق حیدر قاسمی نے پڑھی ۔اجلاس کی نظامت بہت ہی حسن وخوبی کے ساتھ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کی انہوں نے اپنی ابتدائی گفتگو میں اجلاس کے اغراض ومقاصد ہر روشنی ڈالی اور نقباء کی ذمہ داریوں کو تفصیل سے بیان کیا ۔انہوں نے ملت کی فلاح کے لیے کام کرنے کی والی سبھی جماعتوں اور تنظیموں کو امت کے وسیع تر مفاد میں آپس میں مل جل کر قوم کی فلاح کے لیے کام کرنے کی دعوت دی ۔اس اجتماع میں نقباء ونائبین نقباء کو سند نقابت بھی دی گئی اور انہیں تلقین کی گئی کہ وہ امارت شرعیہ کے پیغام کو اپنے اپنے علاقہ میں مضبوطی کے ساتھ پہونچانے کی جدو جہد میں لگے رہیں ۔آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اس اجلاس کا اختتام ہوا ۔اس اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں کولہان کمشنری اور اس کے مضافات کے اضلاع سے بڑی تعداد میں عوام وخواص نے شرکت کی ، اس کے علاوہ بیرونی مہمانان کی بھی شرکت ہوئی ، جس میں جناب احسان الحق صاحب رکن شوریٰ ، جناب فہد رحمانی صاحب رکن شوریٰ ، مولانا حافظ احتشام رحمانی رکن شوریٰ ، مفتی ظفر عالم قاسمی راورکیلا رکن شوریٰ ، جناب ایڈووکیٹ ذاکر بلیغ صاحب رکن وشوریٰ عاملہ، ماسٹر انوار صاحب رکن شوریٰ وعاملہ، جناب مفتی اظہر صاحب جامعہ رحمانی مونگیر، مفتی ریاض صاحب جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا شہنواز احمد مظاہری، مولانا منہاج عالم ندوی، مولانا رضوان احمد ندوی، جناب عرفان صاحب راورکیلا ، جناب مولانا محب اللہ صاحب وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں ۔

انسانیت کے لئے تعلیم کی اہمیت اور معمار کا کردار

عمیر کوٹی ندوی

تعلیم ہرانسان کے لئے ضروری ہے،خواہ وہ کہیں کا رہنے والا ہواور کسی بھی قوم ومذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ تعلیم کے بغیرایک عام انسان کے لئے عزت کے ساتھ دووقت کی روزی روٹی کا حصول مشکل ہی نہیں روز مرہ کی زندگی بھی عذاب بن جاتی ہے۔سماجی رہن سہن بھی انتہائی مشکل ہوجاتا ہے۔اسے سمجھنے کے لئے انسانی آبادی کے اس حصہ پرخاص طور پرنظرڈال لینی چاہیئے جسے عام طور پر پسماندہ آبادی،غریب آبادی، جھگی جھونپڑی یااس سے تھوڑااوپر مڈل کلاس یعنی متوسط طبقہ کی دیہی وشہری آبادی کا نام دیا جاتا ہے۔یہاں جی جانے والی زندگی کو جو جتنے قریب سے دیکھتا ہے وہ اس کی تکلیفوں، دردا ور سانسوں کے کرب کو اتنی ہی شدت سے محسوس کرتا ہے۔یہی نہیں وہاں مسائل کے انبار کے انبار نظر آتے ہیں۔امراض کی بہتات اوران کی نوعیّتوں میں پیچیدگیاں نظر آتی ہیں۔سوچ میں سطحیت، اخلاقیات میں تباہیاں،مزاج میں سختیاں پائی جاتی ہیں۔قدم قدم پہ جھگڑے، چیخ وپکار، مار پیٹ،قتل وغارت گری،آہ وبکا اورنہ جانے کیا کیا وہاں موجود ہوتا ہے۔رنج والم سے دوچار کردینے والی کب کس بات سے سابقہ پیش آجائے اور کب کون سی چیز نظر آجائے کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ان سب چیزوں اور کرب ناک منظر کو دیکھ کر پہلا خیال جوایک ہوش مند آدمی کے دماغ میں آتا ہےاوروہ چیز جس کی طرف اس کا ذہن جاتا ہے وہ تعلیم ہے۔

تعلیم کا فائدہ: تعلیم انسان کوآگاہ کرتی ہے ان باتوں سے جنہیں وہ نہیں جانتا ہے۔وہ دور جہاں ہی نہیں اس کے قدموں کے نیچے،سر کے اوپر،آنکھوں کے سامنے اور پیٹھ کے پیچھے کی چیزوں کے بارے میں بھی بتاتی ہے۔وہ بتاتی اورسکھاتی ہے وہ چیز جس کو جان اور سیکھ کراس کے لئے زندگی جینا آسان ہوجاتا ہے۔ تعلیم کے ذریعہ زندگی کا جینا آسان ہوجاتا ہے،اسے دنیا کی ایک بڑی آبادی نے اچھی طرح سے جان لیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس آبادی کا بڑا حصہ اس کے حصول میں لگ گیا ہے۔اس کی وجہ سے اس وقت دنیا میں ہرسو چکا چوند نظر آرہی ہے۔ ہرطرف ایجادات کے ڈھیر کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور مزید لگتے جا رہے ہیں۔ ہرلمحہ تجربات ہورہے ہیں اور ہرپل تحقیقات ہورہی ہیں۔اس کی تیزی اور برق رفتاری کا یہ عالم ہے کہ ابھی ایک چیز مارکیٹ میں ڈھنگ سے آئی بھی نہیں کہ اگلے پل اس سے ایڈوانس چیز آجاتی ہے۔بلکہ عالم تو یہ ہے کہ بہت سی چیزیں منظر عام پرآنے سے پہلے ہی پرانی ہوجاتی ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ دنیا نے اپنا دل کھول کر رکھ دیا ہے اور دونوں ہاتھوں سے وہ لوگوں پر اپنا خزانہ لٹارہی ہے۔یہ سب سامنے کی باتیں ہیں اور ہرایک انہیں دیکھ اور برت رہا ہے۔لیکن سامنے کی ان باتوں میں سمجھنے کی جو چیز ہے وہ یہ کہ کیوں کر ایسا ممکن ہوا؟۔اندھے کے ہاتھ بٹیر لگ گئی ہے،اتفاقیہ اور حادثاتی طور پر یہ ساری چیزیں سامنے آرہی ہیں،دنیا کی یہ چکا چوند محض اتفاق ہے۔

ہمارے ملک پراس کے اثرات: یہ درست خیال نہیں ہوسکتا ہے،درست تو یہ ہے کہ یہ سب تعلیم کی وجہ سے ممکن ہوسکا ہے۔تعلیم کے ذریعہ انسان وہ جان سکا جو وہ نہیں جانتا تھا اور وہ حاصل کرسکا جو اس سے پہلے وہ حاصل نہیں کرسکا تھا۔تعلیم کی اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے تمام اقوام اور تمام ممالک نے اس کی طرف توجہ دی ہے۔ایران وتوران کی بات نہ کی جائے اور اپنے ملک کو دیکھا جائے تو یہاں پر بھی گزشتہ دہائیوں میں تعلیم کے میدان میں نمایاں پیش قدمی نظر آتی ہے۔ 1980ء کے بعد سے ہمارے ملک میں ابتدائی تعلیمی نظام میں اسکول کی تعلیم سے محروم بچوں کا تناسب 50 فیصد سے گھٹ کراب صرف 10 فیصد رہ گیا ہے۔یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ان تین عشروں کے دوران کم وبیش 26 کروڑ بچوں کو اسکول کی تعلیم حاصل کرنے کی پوزیشن میں پہنچا دیا گیا ہے۔بچوں کو اسکول تک لانا بھی بڑی کامیابی اور بہت خوش آئند بات ہے۔اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہمارے ملک کا ابتدائی تعلیمی نظام تمام تر خامیوں اور کمیوں کے باوجود دنیا کا سب سے بڑا (تعداد کے لحاظ سے) اسکول سسٹم ہے۔اسی طرح ہمارا ملک اعلیٰ تعلیمی نظام میں دنیا کے تیسرے بڑے اعلیٰ تعلیمی نظام کا حامل ہے۔اعلیٰ تعلیمی نظام میں طلبا کی تعداد کے لحاظ سے چین اور امریکہ کے بعد ہندوستان تیسرے نمبر پر ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں سے پڑھ کر نکلنے والے دنیا بھر میں کام کررہے ہیں اور یہاں کے ڈاکٹر اور انجینئر دنیا بھر میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مقصد تعلیم سے بے خبری کا نتیجہ: یہ تعلیم کا ایک رخ ہے اور دنیاوی ترقی، چمک دمک، چکا چوند اس کے ایک مقصد 'حصولِ دنیا' کی تکمیل ہے۔'حصولِ دنیا' کے مقصد نے ایک معاملہ کو تو آسان کردیا کہ زندگی جینے کو آسان بنانے والی چیزیں قدموں میں آپڑی ہیں لیکن اس کے نتیجہ میں انہیں قدموں میں لاڈالنے کی ہوس بھی پیدا ہوگئی ہے۔اس کا نقصان یہ ہے کہ وہی تصویر جو غیر تعلیم یافتہ آبادی میں نظر آتی ہے اب تعلیم یافتہ سوسائٹی میں بھی نظر آرہی ہے۔حرص وہوس کی وجہ سے قدم قدم پر باہم رسہ کشی ہے،جھگڑے ہیں۔لوٹ کھسوٹ اور فتنہ وفساد ہے۔قتل وغارت گری ہے،انسان انسان کو کھائے جارہا ہے۔منافقت کا دور دورہ ہے،کوئی کسی پراعتبار کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ہرایک دوسرے کو ذلیل ورسوا کرنے کے لئے برسرپیکار ہے۔ ان سب کی وجہ سے انسانی آبادی تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود کرب والم سے کراہ رہی ہے۔ ہرسوآہ وبکا، چیخ وپکار ہے۔انسان اپنے مقام سے گرچکا ہے اوراپنی ذات سے بھی ناواقف ہوگیا ہے۔اس صورت میں سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر تعلیم کا مقصد آگہی ہے،وہ ان باتوں کو بتاتی ہے جو انسان نہیں جانتا تھا اوران رازوں سے پردہ اٹھاتی ہے جواب تک صیغۂ راز میں تھے تو موجودہ صورت حال اس قدر اذیت ناک کیسے بن گئی ہے؟۔تعلیم اس قدر خطرناک اور انسانیت کو تباہ وبرباد کرنے والی کیسے بن گئی؟اس وقت تعلیم یافتہ طبقہ جو کردار ادا کررہا ہے اسے کیا نام دیا جائے؟

مقصدِ تعلیم: انسانوں کا ایک وہ طبقہ ہے جو اس وجہ سے پریشان ہے کہ اس کے پاس تعلیم نہیں ہے۔دوسرا انسانوں کا وہ طبقہ ہے جس کی زندگیاں تعلیم یافتہ لوگوں کی وجہ سے تباہ وبرباد ہورہی ہیں۔یہ صورت حال تعلیم کے اس پہلو سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے جو انسان کو اس کے مقام اور مقصد سے روشناس کراتا ہے۔اس پہلو کو انسانوں کے پیدا کرنیوالے نے 'دین' کا نام دیا ہے۔اسے دوسرے الفاظ میں نظام حیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔انسانوں کے پیدا کرنے والے نے تمام انسانوں کے لئے کم ازکم اتنی تعلیم لازمی قرار دی ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنے پیدا کرنے والے اور خود اپنے دنیا میں آنے کے مقصد کو جان سکے اوراس دنیا میں جینے مرنے اور رہنے سہنے کا سلیقہ سیکھ سکے۔وہ انسانی زندگی اور جانور کی زندگی کے درمیان فرق کرنا جان جائے۔جو دین آشنا ہیں وہ اپنے پیدا کرنے والے کے دئے ہوئے نظام حیات کا کم ازکم کا اعتراف کرتے ہیں اوراسے جیتے بھی ہیں۔لیکن جو دین ناآشنا ہیں یا دین بے زار ہیں وہ بھی اس کی افادیت کا اعتراف کئے اوراس کی مالا جپے بغیراس سے استفادہ کرتے ہیں۔اس سے استفادہ کرکے تیار کی گئی چیزوں کو وہ اپنا لیبل لگاتے ہیں اوراسے 'انسانی اخلاقیات' کا نام دیتے ہیں۔اس وقت وہ بھی ہرجگہ اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ موجودہ تعلیم سے 'انسانی اخلاقیات' کو نکال دیا گیا ہے،اس کی وجہ سے سماج میں بگاڑ پیدا ہورہا ہے اور تعلیم کا غلط استعمال کیا جارہا ہے۔

تعلیم ومقصدِ تعلیم کی طرف رہنمائی کرنے والے: بہرکیف ان سب باتوں سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ دین، نظام حیات، اخلاقیات، انسانی اخلاقیات تعلیم کا انتہائی اہم جزء ہیں۔ان کے بغیر یا ان سے آزاد تعلیم انسان کو انسان نہیں رہنے دیتی ہے،وہ اسے بد سے بدتر کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔تعلیم پر گفتگو کرتے وقت یا اس تعلق سے کوئی بھی قدم اٹھاتے وقت یہ پہلو ذہن میں بالکل واضح رہنا چاہیئے۔ تعلیم بہت ضروری ہے لیکن ساتھ ہی اس کے اس پہلو کو بھی جاننا ضروری ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے رب کا بندہ بنے، دنیا میں آنے کا مقصد جانے اور دنیا میں رہنے سہنے کا سلیقہ سیکھے۔ یہ ہرایک کے لئے ضروری ہے لیکن پوری انسانیت کے لئے کافی ہے اور پوری انسانیت کی ضرورت اتنی واقفیت اور آگاہی سے پوری ہوجاتی ہیہ بات درست نہیں ہے۔ضروری علم سے آگاہی بذات خود اعلان کررہی ہے کہ 'جائے استاد خالی است' یعنی کہ استاد و ماہر کی جگہ خالی ہے۔

رہنمائی کرنے والے کا وجود واہمیت: اس جگہ کا تعین نہ کیا جاتا تو کیسے معلوم ہوتا کہ کون سا علم ضروری ہے اور کون سانہیں۔کون بتاتا کہ کس کے لئے کتنا علم سیکھنا لازمی ہے۔یہ جگہ انسانی سماج کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔اس سے غفلت نہ برتی جائے اور یہ خالی نہ رہ جائے اس لئے انسانوں کے خالق نے خود ہی اس کی ضرورت کی وضاحت بھی کردی ہے اور کسی بھی صورت میں یہ خالی نہ رہے اس کی تاکید بھی کردی ہے۔ اس لئے اس نے یہ ہدایت دی ہے کہ ہرطبقہ، ہرخطہ اور ہرآبادی میں سے یقیناً ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو اس جگہ کو پر کریں اور دین کا علم ہی حاصل نہ کریں بلکہ اس میں مہارت کے ساتھ ساتھ 'تفقہ' حاصل کریں۔دین کے علم،اس میں مہارت اور تفقہ کے حصول کے بعد جب اپنے سماج میں واپس جائیں تو پھر رہبری ورہنمائی کا فریضہ انجام دیں اور استاد کی ذمہ داری کو سنبھالیں۔یہ وہ اہم کام ہے جس کے لئے افراد کی فراہمی،اس کام کے لئے وسائل وذرائع کی فراہمی اوراس کام میں ہرطرح کی معاونت وشرکت ہرسماج اوراس کے ہرفرد کی ذمہ داری ہے۔یہ ذمہ داری اختیاری نہیں ہے اور نہ اس کی انجام دہی،اس کے لئے کوشش،اس میں شرکت اورمعاونت رضا کارانہ ہے بلکہ اس ذمہ داری کو انسانوں کے رب نے عائد کیا ہے اور یہ ہرایک کے ذمہ ہے۔ اسی طرح دین کے علم،اس میں مہارت اور تفقہ کے حصول میں مشغول اوراس سے فارغ ہوکر اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مصروف لوگوں کے مقام ومنصب کو بھی رب کائنات نے بیان کردیا ہے۔

رہنمائی کا لازمی تقاضہ: اس مقام ومنصب کے لئے جن لوگوں کو چنا گیا ہے اور دین کے علم،اس میں مہارت اور تفقہ کے حصول میں مشغولیت کے لئے جن کا انتخاب کیا گیا ہے وہ اپنی ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے خود کو کس طرح سے تیار کریں اوراپنے اندر کس کس قسم کی صلاحیت پیدا کریں،اس گوشے کو یونہی نہیں چھوڑا گیا ہے۔اس سلسلہ میں بھی رب کائنات نے واضح ہدایات دی ہیں۔تفقہ کے دائرہ کو اسلام نےفقہ تک محدود نہیں کیا ہے بلکہ پورے دین کو اس کے دائرہ میں شامل کردیا ہے۔انذار وتبشیر کی ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ اپنی قوم ومخاطب کی زبان،ضرورت پڑنے پر ایک نہیں متعدد زبانوں، قوم کے مزاج،لیاقت وصلاحیت،دیگر ضروری علوم وفنون، وقت کے تقاضوں،ضرورتوں سے آگاہی اور پوری مہارت حاصل ہو۔ذہن وفکر،قلب ونظر کا دائرہ محدود نہیں وسیع ہو۔حکمت ودانائی سے ناآشنائی اور ماحولیات سے بیخبری نہ ہو بلکہ اس کی فراصت اور ذکاوت ہمہ وقت اس کی رفیق ہو۔رفیقوں کی سادہ لوحی، بھولے پن اور اغیار ورقیبوں کی چالوں کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔شر سے نبرد آزمائی کا ہنر جانتا ہو۔اسی کے ساتھ مصلحت پسندی اور وقت وحالات کی نزاکتوں کی سمجھ رکھتا ہو۔حالات وقلوب کو پھیرنے اور حق کا ساتھی ورفیق بنانے کا گر بھی خوب جانتا ہو۔نظم وضبط کی اہمیت سے بھی ناآشنا نہ ہو۔اس کے اندر حق گوئی کی جرات اور حق پر جمنے کا حوصلہ ہو۔غلط کو غلط کہنے اور غلط کو ترک کرنے میں اسے ذرہ برابر بھی تامل نہ ہو۔یہ سب اس لئے ضروری ہے کہ جب وہ تفقہ کے بعد باہر نکلے اور میدان عمل میں پہنچے تو اسے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔کسی بھی موقع پر اسے یہ نہ لگے کہ وہ داخلی کمی کا شکار ہے جس کی وجہ سے ذمہ داری کی ادائیگی نہیں کرپارہا ہے۔فراغت کے بعد خواہ وہ کہیں پر رہے لیکن ہمہ وقت وہ اسی منصب پر فائز رہے جس پر اسے اس کے رب نے فائز کیا ہے اور وہی ذمہ داری ادا کرے جو اس کے رب نے اس پر عائد کی ہے۔

اردو صحافت میں، ادبِ اطفال اور بچوں کے رسائل کا حصّہ

ڈاکٹر مرضیہ عارف ڈسٹینس ایجوکیشن برکت اللہ یونیورسٹی، بھوپال

اُردو زبان وصحافت کی تاریخ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد اِس زبان میں بچوں کے ادب پر توجہ دی گئی اور سب سے پہلے مرزا غالبؔ، مولانا محمد حسین آزادؔ اور ڈپٹی نذیر احمد نے بچوں اور نوجوانوں کے لیے قلم اُٹھایا۔ مولانا الطاف حسین حالیؔ، نظیرؔ اکبرآبادی نے بھی بچوں کے لیے نظمیں لکھیں، جن میں بہادری و بلند کرداری اور اتحاد و اتفاق کی تلقین کی گئی تھی، جہاں تک بچوں کے لیے مستقل لکھنے کا سوال ہے تو مولوی اسماعیل میرٹھی پہلا نام ہے، جنھوں نے بچوں کے لیے لکھنا شروع کیا اور اُن کی نظمیں بچوں میں کافی مقبول ہوئیں۔ صوبہ پنجاب میں یہ خدمت مولانا محمد حسین آزاد نے انجام دی، مولوی ذکاء اللہ نے زبان وادب کی خدمت کے ساتھ خود کو طلباء کی نصابی کتابیں مرتب کرنے کے لیے وقف کر رکھا تھا، جب کہ مولانا حالیؔ، علامہ شبلی نعمانی اور علامہ اقبال کا شمار قوم کے مصلحوں میں ہوتا ہے۔ لہٰذا فطری طور پر اُن کی توجہ بھی بچوں کے اخلاق سدھارنے کے لیے کارآمد پند ونصائح پر مشتمل ادبِ اطفال کی تخلیق کی طرف مبذول ہوئی۔

جہاں تک بچوں کے ادب کی ابتداء کا تعلق ہے تو ’’خالق باری‘‘ اور اُس سے ملتی جلتی کتابوں کے علاوہ مرزا غالبؔ کے ’’قادر نامہ‘‘ کا ذکر کیا جاسکتا ہے، لیکن واقعتاً سب سے پہلے محمد حسین آزاد اور ڈپٹی نذیر احمد کے نام ذہن میں آتے ہیں، گو انھوں نے چھوٹے بچوں کے لیے کسی مخصوص اُصول کے تحت کتابیں نہیں لکھیں لیکن آزاد کی ریڈریں ’’قصصِ ہند‘‘ اور ’’نصیحت کا کرن پھول‘‘ اپنے دلکش زورِ بیان کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہیں، بچوں کے ادب کے ذیل میں اور بھی نام آتے لیں جن میں غلام احمد فروغی کا ’’قادر نامہ فروغی‘‘، عباس رفعت بھوپالی کا ’’عباس نامہ‘‘، عبدالصمد بیدل کا ’’احمد باری‘‘، محمد صابر کا ’’چراغِ فوائد‘‘، میر تقی میرؔ کی ’’موہنی بلی‘‘ اور راشد الخیری کی ’’قلمی دلگدازی‘‘ آج بھی ضرب المثال کی طرح مشہور اور چھوٹے بڑے دونوں کے لیے سبق آموز ہیں۔

اکیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ اردو زبان میں بھی بچوں کا ادب تین صدیوں پر محیط ہوگیا ہے کیونکہ ۱۹ویں صدی کے آخر میں اِس کی ابتداء ہوئی، بیسویں صدی میں اِس ادب کو فروغ حاصل ہوا اور آج اکیسویں صدی میں اِس کا تسلسل جاری ہے، تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مغرب کے معیار کا ادبِ اطفال ہمارے یہاں تخلیق نہیں ہوسکا، بیسویں صدی میں تعلیم کا دائرہ وسیع ہوا تو تعلیم گھروں اور مدرسوں کے بجائے سرکاری اسکولوں سے دی جانے لگی، اخبار و رسائل پڑھنے کی طرف عام لوگوں کے ساتھ نئی نسل کا رُجحان بڑھا تو بچوں کے لیے بڑے ادیبوں نے بھی لکھنا شروع کر دیا، امتیاز علی تاجؔ کے ’’چچا چھکن‘‘ کے کردار، ڈرامے اور انشائیے، حفیظ جالندھری کی ’’عمرو عیار‘‘، خواجہ حسن نظامی کے انشائیے اِس سلسلے کی کڑیاں ہیں، بیسویں صدی میں بچوں کے لیے جن اہلِ قلم نے تحریر کیا اُن کی فہرست کافی طویل ہے، ڈاکٹر ذاکر حسین، علامہ محوی صدیقی، حامد اللہ افسر، کرشن چندر، صالحہ عابد حسین، احمد ندیم قاسمی، سراج انور، ایس ایم یوسف انصاری، امین حزیں، فراغ روہلوی چند نام ہیں جنھوں نے بچوں کے لیے نثر کی محفل آراستہ کی، جن شعراء نے بچوں کے لیے قلم اُٹھایا اُن میں حفیظ جالندھری، تلوک چند محرومؔ، راجہ مہدی علی خاں، شفیع الدین نیر، ظفر گورکھپوری، مظفر حنفی، ڈاکٹر محبوب راہی، حافظ شکارپوری، متین نیاز، انجم مظفر پوری وغیرہ شامل ہیں، جب کہ خواتین قلم کاروں میں لیلیٰ خواجہ بانو، حجاب امتیاز علی، صالحہ عابد حسین، قرۃ العین حیدر، عصمت چغتائی، اے. آر. خاتون، عفت موہانی، شفیقہ فرحت، عطیہ حزیں، صادقہ نواب سحر، کشور ناہید، بانو سرتاج، مہر رحمان، رضیہ سجاد ظہیر، مسعودہ حیات، رفیعہ منظور الامین، جیلانی بانو کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ جہاں تک بچوں کے رسائل کے اجرا کا سوال ہے تو آزادی سے قبل چند رسائل ہی بچوں کے لیے نکالے گئے جن میں حیدرآباد سے منظرِ عام پر آنے والا ’’اتالیق‘‘ ۱۹۰۸ء میں مولوی عبدالرب کوکبؔ نے جاری کیا، اِس کے بعد ’’ادیب الاطفال‘‘ ۱۹۱۱ء میں، ’’المعلم‘‘ ۱۹۱۴ء میں اور ’’نونہال‘‘ ۱۹۲۱ء میں جاری ہوئے۔

عروز نامہ ’’میزان‘‘ حیدرآباد اِس لحاظ سے کافی اہم اخبار ہے کہ اُس نے سب سے؛ پہلے ’’بچوں کی لیگ‘‘ قائم کی، اِس لیگ کی شاخیں حیدرآباد سے ریاست کے اضلاع تک پھیل گئیں اور اِس کے زیرِ اہتمام ماہانہ ادبی جلسے ہوتے تو اُن کی روئیداد اہتمام کے ساتھ ’’میزان‘‘ میں شائع کی جاتی، ’’میزان‘‘ کی طرح روزنامہ ’’رہبرِ دکن‘‘ اور آگے چل کر ’’رہنمائے دکن‘‘ میں ہر دوشنبہ کو بچوں کا صفحہ شائع ہوا کرتا تھا، اِس کی بھی ’’ہماری لیگ‘‘ کے نام سے انجمن تھی، جس میں بچوں کے خطوط شائع ہوتے، اُن کی تحریروں کے بارے میں رائے دی جاتی اور لکھنے پڑھنے کے تعلق سے مشورے دیئے جاتے، یہ صفحہ حیدرآباد میں اِتنا مقبول ہوا کہ بچے ہفتے بھر اِس کا انتظار کرتے تھے۔

حیدرآباد کے مقابلہ بھوپال میں بچوں کے رسالے کم شائع ہوئے، آزادی سے قبل ۱۹۴۶ء میں سلیمان آرزو نے ’’معصوم‘‘ نکالا، اِس کے بعد ’’طفلستان‘‘ عباس انصاری نے، ’’بچوں کا پاکستان‘‘ گوہر جلالی اور سلمان الارشد نے، گوہر جلالی نے ہی ’’معصوم‘‘ کا اجراء کیا، یہ تینوں رسالے ایک کے بعد ایک ۱۹۴۷ء میں جاری ہوئے اور جلد ہی بند ہوگئے، بعد میں ’’بچوں کی دنیا‘‘ جاوید محمود نے اور ’’جگنو‘‘ نعیم کوثر نے نکالے، بھوپال کے روزناموں میں بچوں کے لیے مخصوص صفحہ ’’آفتابِ جدید‘‘ نے شروع کیا، اِس کے بند ہونے کے بعد روزنامہ ’’افکار‘‘، روزنامہ ’’ندیم‘‘ اور بھوپال ٹائمز‘‘ نے بھی یہ سلسلہ جاری رکھا، ’’ندیم‘‘ میں آج بھی اتوار کو بچوں کی دلچسپی کے لیے ایک صفحہ پر مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ حیدرآباد میں آزادی کے بعد بحرانی دَور میں جو اخبارات نکلتے بند ہوتے رہے انھوں نے اپنی مختصر زندگی میں بچوں کو فراموش نہیں کیا، روزنامہ ’’سیاست‘‘ اِس حیثیت سے کافی نمایاں ہے کہ اُس میں بچوں کے لیے مضامین ہفتہ میں کئی دن جب کہ روزنامہ ’’منصف‘‘ میں بچوں کا یہ صفحہ پیر کو ’’گلدستہ‘‘ کے عنوان سے باہتمام شائع ہوتا ہے، روزنامہ ’’ملاپ‘‘ حیدرآباد کی ’’بال سبھا‘‘ کو ایک زمانہ میں وقار خلیل مرتب کرتے تھے، ممبئی کے روزنامہ ’’انقلاب‘‘ میں بچوں کے صفحہ کا نام ’’پھلواری‘‘ اور اُردو ٹائمز‘‘ میں ’’گلدستہ‘‘ ہے جو بڑے اہتمام سے ہر ہفتہ نکلتے ہیں، روزنامہ ’’راشٹریہ سہارا‘‘ جس کے ملک میں نو ایڈیشن نکل رہے ہیں، اُس کے سبھی ایڈیشنوں میں بچوں کے لیے مواد زینت بن رہا ہے، کلکتہ، دہلی اور رانچی سے بیک وقت نکلنے والے روزنامہ ’’اخبارِ مشرق‘‘ اور پٹنہ و رانچی سے شائع ہونے والے ’’قومی تنظیم‘‘ میں بھی بچوں کے لیے ہر ہفتہ مضامین اور شعری تخلیقات دی جاتی ہیں۔ جب کہ روزنامہ ’’اورنگ آباد ٹائمز‘‘ میں بچوں کے لیے مخصوص صفحہ کا عنوان ’’تتلیاں‘‘ ہے، ممبئی اور اورنگ آباد سے نکلنے والے روزنامہ ’’ہندوستان‘‘ اور روزنامہ ’’ہند سماچار‘‘، جالندھر میں بچوں کے صفحے شائع ہوتے ہیں۔ ترقی اردو کونسل کے ترجمان ’’اردو دنیا‘‘ نئی دہلی میں پہلے ہر ماہ بچوں کا ایک مضمون دیا جاتا تھا، لیکن دس سال سے اُردو کونسل کا اپنا رسالہ شائع ہونے لگا ہے۔ اِسے سرکاری وسائل کا بہتر استعمال کر کے کم قیمت پر نہایت اعلیٰ پیمانہ پر شائع کیا جارہا ہے، اِن دنوں شاہنواز محمد خرم اِسے ایڈٹ کر رہے ہیں۔

آزادی کے بعد بچوں کے جو رسائل ملک کے مختلف شہروں سے نکلے اُن میں جموں سے ۱۹۴۷ء میں منظرِ عام پر آنے والا اوم صراف اور کندن لال کا ماہنامہ ’’کندن‘‘ پورے ملک میں پڑھا جانے والا رسالہ تھا، جو کافی عرصہ شائع ہوتا رہا، ’’بچوں کی دنیا‘‘ ۱۹۴۹ء میں، ’’نوخیز‘‘ ۱۹۵۴ء میں، ’’میرا رسالہ‘‘ ۱۹۶۰ء میں حیدرآباد سے جاری ہوئے، ’’اتالیق‘‘ کے بعد جس کا اوپر ذکر گزر چکا ہے، جس رسالہ کو حیدرآباد کے بچوں میں مقبولیت حاصل ہوئی، وہ ’’نونہال‘‘ تھا، محمود انصاری نے اِسی زمانہ مین ’’گلشن‘‘ جاری کیا تو اِس میں کہانیوں اور نظموں کے علاوہ ڈرامے بھی شائع کیے جاتے تھے۔ یہ کتابی سائز میں رنگین سرِ ورق کے ساتھ نکلتا تھا۔ حیدرآباد میں اِسے بچوں کی صحافت کے عروج کا دور کہا جائے تو غلط نہ ہوگا، بعد میں ۱۹۵۹ء میں ماہنامہ ’’ننھا‘‘ مسعود انصاری نے نکالا، یہ بھی اپنے زمانہ کا معیاری پرچہ تھا مگر زیادہ دن جاری نہ رہ سکا، ’’میرا رسالہ‘‘ کا حیدرآباد سے اجراء ۱۹۶۰ء میں ہوا، آج کل حیدرآباد سے بچوں کے لیے جو واحد رسالہ نکل رہا ہے اُس کا نام ’’ہمارے نونہال‘‘ ہے۔ ابوالفہیم اور حیدر علی اِس کے مدیر ہیں، یہ مسلسل تیئیس سال سے شائع ہو رہا ہے۔

آزادی کے بعد بچوں کے جن رسائل نے پورے ملک میں دھوم مچادی اُن میں دہلی کے دو رسالے ’’کھلونا‘‘ اور ’’پیامِ تعلیم‘‘ سرفہرست ہیں، اِسی زمانہ میں ’’ٹافی‘‘، ’’پھول‘‘، ’’مسرت‘‘، ’’غنچہ‘‘، ’’شریر‘‘، ’’درس‘‘، ’’کلیاں‘‘ اور ’’نور‘‘ بھی نکلے، جن کو پڑھ کر کئی نسلیں جوان ہوئیں، یہ رسالے بچوں کے لیے تفریح کے ساتھ اُن کی ذہنی تربیت کا کام بھی انجام دے رہے تھے، لہٰذا اُنھیں بڑوں کی توجہ بھی حاصل ہوئی، ماہنامہ ’’کلیاں‘‘ لکھنؤ سے شمیم انہونوی کی ادارت میں نکلتا تھا، اپنے زمانہ میں بچوں کا مقبول پرچہ تھا، لیکن ماہنامہ ’’کھلونا‘‘ نئی دہلی نے اُردو میں بچوں کے ادب کو ایک نئے رجحان سے آشنا کیا، یہ ۱۹۴۰ء کی دہائی میں شروع ہوا اور پچاس برس نکل کر ۱۹۹۰ء میں بند ہوگیا۔ اِس کے مدیر الیاس دہلوی نے اپنے زمانہ کے تمام بڑے ادیبوں اور شاعروں سے بچوں کے لیے لکھوایا، ’’کھلونا‘‘ شمع کے اشاعتی ادارہ کا رسالہ تھا اور اُس زمانہ میں پورے ملک پر اخبارات کا یہ گروپ چھایا ہوا تھا، ’’کھلونا‘‘ میں ایک سطر شائع ہوتی تھی کہ ۸ سے ۸۰ سال کے بچوں کا رسالہ، یہ دعویٰ بڑی حد تک صحیح تھا، کیونکہ ’’کھلونا‘‘ کے دیوانوں میں بچے اور بوڑھے سبھی شامل تھے، اِس لیے جس دن یہ بند ہوا، بچوں کو ہی نہیں بڑوں کو بھی اپنی کسی قیمتی شئے کے چھن جانے کا احساس ہوا، ’’کھلونا‘‘ بند ہونے کے بعد اُس روایت کو برقرار رکھنے کا کام ’’اُمنگ‘‘، ’’نرالی دنیا‘‘، ’’گل بوٹے‘‘ اور ’’پیامِ تعلیم‘‘ نے کسی حد تک کیا، لیکن ’’کھلونا‘‘ جیسی بات نہیں آسکی۔ ’’نرالی دنیا‘‘ کی اشاعت تو بند ہوگئی۔ ’’گل بوٹے‘‘ اور ’’پیغامِ تعلیم‘‘ نکل رہے ہیں۔ ماہنامہ ’’چندر انگری‘‘ کو مرادآباد سے شکیل انور صدیقی نے بڑے اہتمام سے نکالا تھا، وہ خود بہترین آرٹسٹ تھے، اُنھیں مصور انور صدیقی کا تعاون حاصل تھا، اِس میں کہانیوں اور نظموں پر جو تصویریں دی جاتیں اور کارٹون شائع ہوتے وہ بہت پسند کیے جاتے، یہ بھی بند ہوگیا، اِسی طرح ماہنامہ ’’ٹافی‘‘ جسے معظم جعفری نے لکھنؤ سے نکالا تھا اور ماہنامہ ’’شریر‘‘ جسے سلیم خاں بمبئی میں ایڈٹ کرتے تھے جاری نہ رہ سکے۔

بچوں کے ادب کے فروغ میں بچوں کے رسالے اور اُن کے مدیروں کا اہم کردار رہا ہے، اِن رسائل میں ماہنامہ ’’مسرت‘‘ پٹنہ اور اُس کے ایڈیٹر ضیاء الرحمٰن غوثی کا نام اِس لیے بھی قابلِ ذکر ہے کہ انھوں نے ۱۹۶۶ء میں اِس پرچہ کو نکالا تو بہار کے بڑے ادیبوں اور شاعروں کو ہی نہیں ڈاکٹر ذاکر حسین اور اندرا گاندھی کو بھی رسالہ کی سرپرستی پر آمادہ کرلیا، لیکن غوثی صاحب نے جیسے ہی سرکاری ملازمت میں قدم رکھا، ’’مسرت‘‘ تقریباً ساڑھے تین سال نکل کر بند ہوگیا‘‘۔ ۱۹۹۰ء میں بچوں کا ایک رسالہ ماہنامہ ’’آج کا سکندر‘‘ کلکتہ سے نکلا مگر حالات کی بے رحمی کا شکار ہوکر جلد بند ہوگیا۔ مالیگاؤں سے ’’خیر اندیش‘‘ کو ۲۱ سال قبل ۱۹۸۷ء میں خیال انصاری نے جاری کیا تھا، یہ پابندی کے ساتھ آج بھی شائع ہو رہا ہے، ’’بزمِ اطفال‘‘ اِس شہر سے نکلنے والا بچوں کا دوسرا پرچہ ہے، جسے مدیر رحمانی سلیم ۱۳ سال سے نکال رہے ہیں، ماہنامہ ’’ٹافی‘‘ لکھنؤ سے نکلا، اِس کا سائز چھوٹا ضرور تھا لیکن کہانیاں، نظمیں اور مضامین نہایت سبق آموز اور دلچسپ ہوا کرتے تھے، اِن کے علاوہ ’’پھلواری‘‘ اور ’’اردو کا مک‘‘ وقتی چمک دمک دکھا کر بند ہوگئے ہیں، بچوں کے جو رسالے آج بھی نکل رہے ہیں، اُن مین مکتبہ الحسنات رامپور کا ماہنامہ ’’نور‘‘، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ نئی دہلی کا ماہنامہ ’’پیامِ تعلیم‘‘ اور اُردو اکادیمی دہلی کا ماہنامہ ’’اُمنگ‘‘ شامل ہیں۔ ’’اُمنگ‘‘ ۱۹۸۷ء سے مسلسل شائع ہو رہا ہے اور بچوں کا مقبول ومعیاری رسالہ ہے، اِس میں بچوں کی دلچسپی کے کئی کالم ہیں، مثال کے طور پر ’’آپ نے لکھا‘‘، ’’دنیا رنگ برنگی‘‘، ’’مستقبل کے قلمکار‘‘، ’’میرا پسندیدہ شعر‘‘، ’’اب ہنسنے کی باری ہے‘‘ وغیرہ، ماہنامہ ’’نور‘‘ کا پرانا انداز اور معیار برقرار ہے، اِس کے خاص نمبر اہتمام سے شائع ہوتے ہیں، ’’پیامِ تعلیم‘‘ پہلے ’’کھلونا‘‘ کے سائز میں نکلتا تھا اور اُس وقت کھلونا کے معیار کا سمجھا جاتا تھا، یہ فی الوقت بچوں کا سب سے قدیم رسالہ ہے جو ۶۷ برس سے شائع ہو رہا ہے۔ اِس کے لکھنے والوں میں پہلے اہم ادیب ہوا کرتے تھے، بجنور سے کبھی بچوں کا ماہنامہ ’’غنچہ‘‘ شائع ہوتا تھا، یہ عرصہ ہوا بند ہوگیا، تو سراج الدین ندوی نے ماہنامہ ’’اچھا ساتھی‘‘ نکال لیا جو اکتیس برس سے پابندی وقت کے ساتھ شائع ہو رہا ہے، ’’ہمارے نونہال‘‘ کا ذکرِ خیر حیدرآباد کے اخبارات کے ذیل میں گزر چکا ہے، سرِ دست ہندوستان سے اُردو میں بچوں کے نصف درجن رسالے نکل رہے ہیں، جن میں ’’پیامِ تعلیم‘‘، ’’نور‘‘، ’’اُمنگ‘‘، ’’گل بوٹے‘‘، ’’ہلال‘‘، ’’اچھا ساتھی‘‘، ’’ہمارے نونہال‘‘، ’’خیر اندیش‘‘، ’’بزمِ اطفال‘‘ اور ’’بچوں کی دنیا‘‘ شامل ہیں، جو پابندی سے منظرِ عام پر آرہے ہیں لیکن ملک کی وسعت اور اُردو داں آبادی کے لحاظ سے یہ محدود تعداد ہے، کووڈ-۱۹ کے مضر اثرات نے جہاں دوسرے شعبوں کو متاثر کیا، وہیں بچوں کے رسائل پر بھی اِس کا منفی اثر پڑا ہے۔

غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: ایک جائزہ

مولانا محمد صابر حسین ندوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجاہد، سپہ سالار اور کمانڈر بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں دفاعی اور اقدامی ہر دو قسم کی جنگیں لڑی ہیں، جو حکمت و دانائی اور سوجھ بوجھ کی اعلی مثالیں ہیں، جن سے عرب ہی نہیں بلکہ ایک عظیم خطہ نے راحت وسکون کی سانس لی ہے، یہ آپ ہی کا تدبر اور پائے ثبات تھا کہ اضعافا مضاعفہ فوجوں سے مقابلہ کیا، اور مسلم فوج کامیاب وکامران رہی، نہ صرف میدان فتح کیا بلکہ دلوں کو بھی فتح کیا، کیونکہ انہیں درس دیا گیا تھا ''جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ''۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبقریت اور دانائی کا کوئی جوڑ نہ تھا، آپ کی حکمت عملی اور جنگی لائحہ عمل بے مثال تھی، بدر وخندق ہو یا بیرونی مقابلے ان سب میں آپ کا جوہر وہ رنگ دکھاتا؛ کہ مخالف حیران وششدر رہ جاتا تھا، وہ مبہوت ہوجاتا اور بسا اوقات مقابلہ کی طاقت بھی نہ پاتا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود کل ستائیس جنگیں لڑیں، بقیہ وہ جھڑپیں جن میں کبھی قتال کی نوبت آئی اور کبھی نہ آئی، بلکہ عموماً ان کے ذریعہ دشمن کو ہیبت میں ڈالنا اور طاقت کا مظاہرہ ہوتا تھا، ان کی تعداد ساٹھ بتائی جاتی ہے، استعجاب وحیرانی کی بات یہ ہے کہ ان سب میں دونوں فریق کے صرف ایک ہزار اٹھارہ سو سے زائد افراد بھی نہیں مارے گئے، اور انہیں چند ناگہانی نعشوں کی بدولت قلیل مدت میں وہ جزیرہ عرب جس کے اندر قتل وغارتگری، لوٹ مار اور خانہ جنگیوں کا دور دورہ رہتا تھا، ایک ایک جنگ چالیس سال تک چلتی تھی اور پورا کا پورا قبیلہ وکنبہ تباہ ہوجاتا تھا، وہاں کی حالت یہ ہوگئی کہ پورے عرب میں امن وامان کی لہر دوڑ گئی، جانوں کی قیمت اور حرمت بحال ہوگئی، ڈاکہ زنی اور لوٹ مار ختم ہوگیا، بلکہ یہاں تک ممکن ہوگیا کہ ایک مسافر خاتون جب حیرہ سے چلتی اور کعبہ کا طواف کرکے واپس جاتی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا بھی ڈر وخوف نہ ہوتا تھا (بخاری: علامات النبوۃ)، ایک عورت قادسیہ سے اپنے اونٹ پر چلتی اور بیت اللہ کی زیارت کرتی اور اس کو کسی کا خوف نہ ہوتا (ابن ہشام: 581/2)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے جنگ وجدال کو پسند نہیں کیا، بلکہ اسے فتنہ کے ازالہ اور امن کی خاطر روا رکھا ہے (بقرۃ: 191)، وہ کسی کو انصاف دلانے اور کسی کے حق میں ہوئے ظلم کو رفع کرنے اور معاشرہ کو اس کے صحیح رخ پر لگانے کیلئے ہی جنگ کا حکم دیتا ہے یا کسی کا خون بہانے (جب کہ اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہ بچے) کی اجازت دیتا ہے (بقرۃ: 179)، جنگ کسی تفریح ولطف کا سامان نہیں، یہ بچوں کے کھیلنے اور اپنا ہنر دکھانے کا میدان نہیں ہے، یہ بات سچ ہے کہ اہل عرب جنگ پسند تھے، بہادری وشجاعت ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، تلوار وتفنگ اور گھوڑسواری ان کیلئے بازیچہ اطفال تھی، وہ پل دو پل میں صفیں کی صفیں الٹ دینے کا حوصلہ اور بہتے دھارے کو موڑ دینے کا جذبہ رکھتے تھے؛ لیکن اسلام نے ان کے جذبہ پر روک لگائی ہے، انہیں شتر بے مہار نہیں چھوڑا، اگر ایسا نہ ہوتا تو اسلام میں ممکن تھا کہ جہاد کا حکم ابتدائی نبوت ہی میں دے دیا جاتا، اور اپنے اوپر ہو رہے مظالم کا مقابلہ کیا جاتا، مگر ایسا نہیں ہے؛ بلکہ جہاد کی فرضیت چودہ سالہ مشقت اور ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی، جس وقت مسلمانوں کو خوب آزمالیا گیا اور ان کے ایمان کو مضبوط کردیا، یہ بھی صرف اس لئے تھا تاکہ خود کی حفاظت اور اسلام دشمن وجان دشمن افراد کو سبق سکھا سکیں، اور دنیا کو فتنہ سے خالی کرا سکیں۔

قدیم زمانے کی جنگوں کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے! تو آپ منتشر صفحات پر ایسی خونریزی پائیں گے؛ کہ آپ کی روح کانپ جائے گی، جنگوں کی بدعنوانیاں اس حد تک پہونچی ہوئی تھیں کہ نہ صرف انسانی جان سے دشمنی نکالی جاتی، بلکہ ان کی نعش کے ساتھ بھی، درندگی کا سا سلوک کیا جاتا تھا، ان کے ناک کان کاٹ لئے جاتے تھے، ان کا جگر نکال لیا جاتا تھا، عورتوں اور بچوں کے ساتھ حیوانگی کا رویہ اپنایا جاتا تھا، بوڑھوں کو بھی نہیں بخشا جاتا، خادم بناتے اور ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے تھے، کہ بعض جلاد فطرت کے پروردہ اپنے غلاموں اور قیدیوں کو مشعل بنالیتے اور ان کی روشنی میں عشائیہ کا لطف لیتے تھے، یہ ان کی محفل کا سامان ہوتے تھے اور یہی ان کی مجلس کا چراغ ہوجاتے تھے، انہیں جنگوں میں بطور فال وتیر اور بھالے کے استعمال کیا جاتا تھا، وہی ان کیلئے ڈھال کا کام کرتے اور آقاؤوں کی حفاظت میں اپنی جان ہار جاتے۔ یہ اور اس جیسے نہ جانے کتنے واقعات ہیں، جن سے انسانی تاریخ شرمسار ہے، اور ہر پڑھنے والے کی پرنم آنکھیں اسے حیوانگی ودرندگی کے زمانے سے تعبیر کرتی ہیں۔

اسلامی جنگوں سے صرف جنگیں ہی مقصود نہ تھیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک تربیت اور تعلیم گاہ بنا دیا تھا، ہر قدم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور آپ کی تعلیمات کی روشنی میں اٹھایا جاتا تھا، پورے نبوی دور میں ایسا کوئی موقع نہیں ملتا، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان کے بغیر کوئی تحریک انجام دی گئی ہو، اور جب جب ایسا کیا گیا تو خداعزوجل کی جانب سے فوراً تنبیہ کردی گئی تھی، جیسا کہ احد اور حنین کا معاملہ تھا، خود جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ سے فوج روانہ کرتے تھے یا آپ ساتھ سفر فرماتے، تو اپنے اصحاب کو تلقین کرتے تھے، جیسا کہ حضرت سلیمان بن بریدہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو کسی لشکر یا کسی سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو اسے خاص اس کے اپنے نفس کے بارے میں اللہ عزوجل کے تقوی کی اور اس کے بعد مسلمان ساتھیوں کے بارے میں خیر کی وصیت فرماتے۔ پھر فرماتے: اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں جنگ کرو، جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ان سے لڑائی کرو۔ غزوہ کرو، خیانت نہ کرو، بد عہدی نہ کرو، ناک، کان وغیرہ نہ کاٹو، کسی بچے کو قتل نہ کرو۔ (مسلم: 82/2-83)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسانی برتنے کا حکم فرماتے، جب رات میں آپ کسی قوم کے پاس پہونچتے تو صبح ہونے سے پہلے چھاپہ نہ مارتے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو آگ میں جلانے سے نہایت سختی کے ساتھ منع کیا۔ اسی طرح باندھ کر قتل کرنے اور عورتوں کو مارنے اور انہیں قتل کرنے سے بھی منع کیا، لوٹ پاٹ سے روکا؛ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتی باڑی تباہ کرنے، جانور ہلاک کرنے اور درخت کاٹنے سے منع فرمایا، سوائے اس صورت میں کہ اس کی سخت ضرورت آن پڑے، اور درخت کاٹے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: کسی زخمی پر حملہ نہ کرو، کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرو، اور کسی قیدی کو قتل نہ کرو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنت بھی جاری فرمادی کہ سفیر کو قتل نہ کیا جائے؛ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدین (غیر شہری) کے قتل سے بھی نہایت سختی سے روکا، یہاں تک فرمایا: جو شخص کسی معاہد کو قتل کرے گا، وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کے فاصلے سے پائی جاتی ہے۔ (دیکھئے: نبی رحمت: 333)

آج مغربی مفکرین اور مستشرقین کا ایک ٹولہ اسلامی جنگوں اور فوجی کاروائیوں کو ناانصافی پر محمول کرتا ہے اور اس کے خلاف آئے دن پروپیگنڈے کئے جاتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں بھی گستاخی کی جاتی ہے، حالانکہ ضرورت ہے کہ وہ خود اپنے گریبان میں جھانکیں، اپنی گندی سیاست اور پالیسی پر غور کریں، امن کے نام پر عراق، شام، فلسطین، افغانستان اور خلیجی ممالک کے علاوہ متعدد ممالک پر کئے گئے مظالم کو یاد کریں، ان میں فوت شدہ کی اعداد وشمار پر نظر ڈالیں، ہیروشیما اور ناگاساکی پر گرائے گئے ایٹم بم پر نسل کشی کا جواب دیں، وہاں کی آبادی وسرسبزی وشادابی میں آگ لگادینے کے جرم کا اعتراف کریں، ایران، اور سویت یونین کو لڑوانے والے اور اس خونریزی پر خوش ہونے والے سوچیں، اسرائیل کو ظالمانہ بنیاد پر وجود دینے والے بتائیں کہ فلسطین کے معصوم بچوں، عورتوں اور وہاں کی آبادیوں کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہے، پٹرول کو ہتھیانے کے نام پر امن پسند ممالک کو ایک دوسرے سے بھڑا دینے والے خود سے ہی سوال پوچھیں! کہ اس ستم ظریقی کی کس نے اجازت دی؟

یہی امن پسند کے ٹھیکیدار دنیا کو دو عالمی جنگوں کی سوغات دے چکے ہیں، اور اپنی خودغرضی ومفاد کی خاطر پوری دنیا کو جنگ کی بھٹی میں دھکیل دینے والے اور سالہا سال اس آگ کو ہوا دینے والے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس سال کی جنگی کاروائیوں کا حساب کس منہ سے مانگتے ہیں، پہلی عالمی جنگ جو 1914ء سے 1918ء تک جاری رہی اور دوسری جو 1939ء سے لیکر 1945ء تک ان دونوں میں ایک اندازہ کے مطابق نو کروڑ لوگ مارے گئے، معیشت تباہ ہوئی، اخلاق واقدار کا جنازہ نکل گیا، لوگ دانے دانے کو محتاج ہوگئے، ملکوں کا دیوالیہ نکل گیا اور اس چکر میں نہ جانے کتنوں نے خودکشی بھی کی، اور کیفیت یہ ہوگئی کہ اس نقصان سے ابھرتے ہوئے زمانہ بیت گیا؛ لیکن کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ان جنگوں سے حاصل کیا ہوا؟ انسانیت کی کونسی تعمیر ہوئی اور اس سے دنیا کو کیا بلندی اور کیا فوقیت حاصل ہوئی؟ اس سوال کا جواب شاید ہی کسی کے بس میں ہو!

یہ تو وہ جنگیں ہیں جو منظر عام پر آئیں، اس کے علاوہ آئے دن امن کے نام پر ملکی سطح پر اور خارجی پیمانے پر بھی کئی کاروائیاں ہوتی رہتی ہیں، خود ڈرون حملوں کے ذریعہ دہشت کو مٹانے کی بات کی گئی؛ لیکن کوئی اندازہ ہے کہ دہشت گردی کا کیا ہوا؟ کیا آج دنیا دہشت گردی سے خالی ہوگئی ہے؟ کیا آج افغانستان کو سترہ سال تک تباہ کرنے کے بعد وہاں سلامتی بحال کردی گئی ہے، عراق میں پندرہ سال سے زائد فوجی اڈے اور چھاؤنیاں بنانے کے بعد اسے دہشت سے آزاد کروا دیا گیا ہے؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان سب کے پیچھے عالمی طاقتوں کا جنون اور ان کا فتور پوشیدہ ہے، جو امن نہیں بلکہ جنگ کے نام پر اپنی فوقیت بحال رکھنا چاہتے ہیں اور یونہی دنیا کو جنگ کی بھٹی میں جھونک کر اس پر اپنی فرعونیت کی روٹی سینکنا چاہتے ہیں۔

بقیہ: دار القضاء کے نظام قضاء کا تحفظ.................

تجاویز بابت سوال نمبر 02 اور 03: (الف) اگر بیوی یہ دعویٰ کرے کہ شوہر نے اس کو تین طلاق دے دی ہے، مگر اس کے لیے وہ کوئی ثبوت نہ پیش کرے اور شوہر طلاق سے انکار کرتا ہو تو قاضی کو چاہئے کہ اس قضیہ کی تحقیق کی خصوصی کوشش کرے۔

(ب) اگر بیوی کے دعویٰ کوئی معتبر ثبوت موجود نہ ہو تو قضاء کے بنیادی اصول "البینة علی المدعی والیمین علی من انکر" کے مطابق شوہر سے حلف لے کر مدعیہ کا دعویٰ رد کرے اور عدم وقوع کا فیصلہ کرے۔ (ج) اگر عورت کو یقین ہو کہ شوہر نے اکو تین طلاق دے دی ہے اور وہ اپنے شوہر پر حرام ہے تو خلع یا فسخ نکاح کے ذریعہ علاحدگی حاصل کرنے کی توثیق کرے، اگر اس کی کوشش کامیاب نہ ہو تب اس مذکور شوہر کے ساتھ ازدواجی تعلق سے بچنے کی کوشش کرے تاہم اگر وہ کامیاب نہ ہو تو شوہر گنہگار ہوگا۔ (د) اگر شوہر کے اصرار اور بیوی کے انکار کی وجہ سے دونوں میں نزاع پیدا ہوجائے تو شقاق کی وجہ سے اس کی تفصیلات کے مطابق نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے۔

اجلاس کی ایک نشست کی نظامت مولانا مفتی وصی احمد قاسمی و دوسری نشست کی نظامت مولانا سہیل اختر قاسمی نے کی، جبکہ دونوں نشستوں کا آغاز بالترتیب مولانا قاری حذیفہ صاحب قاسمی معاون قاضی سورت گجرات اور مولانا شمس الحق قاسمی قاضی شریعت گریڈیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعت شریف مولانا عباس مظاہری، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری، مولانا شمیم اکرم رحمانی نے پیش کی۔ مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نے بھی فارسی زبان میں علامہ جامی کی خوبصورت نعت پیش کی۔ آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔ اجلاس میں مولانا عتیق اللہ رحمانی قاضی شریعت ارریہ، مولانا مرتضی قاسمی قاضی شریعت سیوان، مولانا عبدالباری قاسمی سیوان، مولانا اظہار الحق قاسمی قاضی شریعت للجہ، مولانا یوسف قاسمی قاضی شریعت سہرسہ، مولانا قمر انیس قاسمی، مولانا عاصم قاسمی پوہدی بیلا، مولانا ابو شاہد قاسمی دربھنگہ کے علاوہ علماء ومشاہیر ارباب افتاء وقضاء کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔

مسلم پرسنل لاء اور یکساں سول کوڈ

ابراھیم آتش

ہندوستان میں مسلم پرسنل لاء کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ مغلیہ دور حکومت میں اسلام کا قانون ملک کا قانون law of the land تھا یعنی سول قانون ہی نہیں بلکہ فوجداری قانون بھی اسلام ہی کا نافذ تھا اور عدالتوں میں فیصلے اسی کے مطابق ہوتے تھے، البتہ غیر مسلموں کو شادی بیاہ وراثت اور جائداد وغیرہ کے سلسلے میں ان کے اپنے مذہبی اور روایتی قانون پر چلنے کی پوری آزادی تھی یعنی ان کے لئے ان کا اپنا پرسنل لاء تھا 1765 میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے عدالتوں کی از سر نو تنظیم کی تو انگریز جج قانون دانوں کی مدد سے اسلامی قوانین کے مطابق فیصلے کرتے رہے، یہاں تک کہ 1862 میں اسلام کے فوجداری قانون کو ختم کر کے انڈین پینل کوڈ جو آج بھی اسی نام سے رائج ہے، نافذ کر دیا گیا اور نکاح ,طلاق ,ہبہ ,وراثت وغیرہ عائلی اور شخصی امور کی حد تک اسلامی قانون کو باقی رہنے دیا گیا، لیکن غیر اسلامی تہذیب کے زیر اثر مسلمانوں کی بعض برادریوں میں رواجی قوانین نے اسلامی قانون کی جگہ لے لی تھی مثلا ہندو تہذیب کے زیر اثر عورتوں کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا تھا اس لئے علماء کرام اور عام مسلمانوں کے مطالبہ پر انگریزوں کے دور حکومت میں 1937 میں مسلم پرسنل لاء کا نفاذ عمل میں آیا، مسلم پرسنل لاء میں کہا گیا ہے شادی، بیاہ، مہر، نان ونفقہ، طلاق، خلع، نکاح، ولایت، ہبہ، وراثت اور اوقاف کے سلسلے میں جہاں فریقین مسلمان ہوں فیصلے کا قانون rule of decision مسلم پرسنل لاء (شریعت) ہوگا، گرچہ کے مسلم پرسنل لاء کی تدوین codification نہیں کی گئی تھی لیکن چونکہ اصولی طور پر شریعت کو فیصلے کا معیار تسلیم کیا گیا ہے اس لئے اسلامی فقہ کو قانون کا درجہ حاصل ہے اور عدالت کی سہولت کے لئے انگریزی میں محمڈن لاء پھر متعدد کتابیں شائع ہوگئی ہیں، حنفی فقہ کی مشہور اور مستند کتاب ہدایہ کا بھی انگریزی میں ترجمہ شائع ہو گیا ہے جس کا حوالے پیش کر کے وکلاء عدالتوں سے فیصلے طلب کرتے ہیں اور عدالتوں کو اسلامی قانون کے مطابق فیصلے کرنا پڑتا ہے یہ صورت حال آزادی کے بعد بھی جاری رہی اور اللہ کے فضل سے اب تک قائم ہے نکاح، طلاق، خلع اور وراثت اسلام کے انتہائی خاص امور ہیں بلکہ ان میں ہر امور قرآن کریم کے صریح احکام موجود ہیں ان احکامات کی پابندی کرنے کی سختی کے ساتھ تاکید کی گئی ہے اور اس کی خلاف ورزی پر سخت وعید سنائی گئی ہے مثلا نکاح کے احکام بیان کرنے کے بعد قرآن کریم میں ارشاد ہوا ''یہ اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی تم پر لازم ہے'' (نساء 24) طلاق اور خلع کے احکام بیان کرنے کے بعد فرمایا گیا ''یہ اللہ کے حدود ہیں اس سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ اللہ کے حدود سے تجاوز کریں وہی ظالم ہیں'' (بقرہ 229) وراثت کا قانون بیان کرتے ہوئے فرمایا ''یہ اللہ کی طرف سے عائد کردہ فریضہ ہے۔'' (نساء 11) قرآن میں معاشرتی احکام بیان کئے گئے ہیں ان کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے جو سنت کہلاتی ہے اور فقہائے امت نے کتاب وسنت کی روشنی میں اجتہادات کئے ہیں اور اسلامی فقہ کو مرتب کیا ہے کتاب وسنت کے احکام جو معاشرتی اور عائلی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں، شریعت اسلامیہ کا اہم ترین جزء ہیں اور ان کی حیثیت اللہ کے قانون اور اس کے فرمان کی ہے شریعت کی کامل اتباع کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے ''اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ'' (بقرہ 201) سورہ مائدہ کی (49 آیت) اس طرح ہے ''اے پیغمبر تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان کے معاملات کا فیصلہ کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو ہوشیار رہو کہ یہ لوگ تم کو فتنہ میں ڈال کر بعض ان احکام سے منحرف نہ کرنے پائیں جو خدا نے تمہاری طرف نازل کئے ہیں'' مسلمان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اللہ کے احکام وقوانین کی موجودگی میں وہ اپنی پسند کا کوئی قانون بنائے یا اپنی پسند کے راستے پر چلے، کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کر دینے کے بعد اپنے اپنے معاملہ میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ (احزاب:36) ''جو لوگ اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، انھیں کافر ظالم اور فاسق کہا گیا ہے، اس طرح دین کے ایک جزء کو لینے اور دوسرے کو چھوڑ دینے کے بارے میں سخت تہدید کے ساتھ فرمایا ہے'' پھر کیا تم کتاب الٰہی کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصہ سے انکار کرتے ہو'' (البقرہ 85) سلام کا کوئی قانون خواہ وہ تعزیراتی ہو یا معاشرتی یا اور کسی قسم کا اپنی جگہ پوری اہمیت رکھتا ہے اور یکساں طور سے احترام کا مستحق ہے، کسی بھی قانون شریعت کو ختم کرنے کا سوال ایک مسلمان کے ذہین میں پیدا ہو ہی نہیں سکتا، لیکن اگر حالات وزمانہ نے اسلام کے تعزیراتی قانون کے بجائے دوسرا قانون ان پر مسلط کر دیا ہو تو یہ صورت حال اس بات کے لئے وجہ جواز فراہم نہیں کرتی کہ اسلام کے قانون کا جتنا حصہ باقی رہ گیا اس کو بھی خیر باد کہہ دیا جائے پھر جو فرق تعزیراتی قوانین اور معاشرتی قوانین کے درمیان پایا جاتا ہے اس کو یہ حضرات بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں تعزیراتی قانون اصلا حکومت سے ہوتا ہے مثلاً چور یا زانی کو سزا حکومت ہی دے سکتی ہے، افراد نہیں دے سکتے، لیکن معاشرتی قوانین پر افراد کو اپنے طور سے عمل کرنا ہوتا ہے اور حکومت سے ان کا تعلق محض ثانوی حیثیت کا ہوتا ہے یعنی فصل مقدمات کے پہلو سے مزید براں اسلام کے معاشرتی قوانین کو ختم کرنے کی صورت میں افراد کی اپنی اخلاقی حیثیت کے متاثر ہو جانے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی درآں حالیکہ قانون طلاق ممنوع قرار دی جا چکی ہو تو وہ بیوی شرعا اس شخص کی نہیں رہے گی، لیکن قانون کی مجبوری سے وہ اس کی بیوی قرار پائے گی، ظاہر ہے اس سے عورت اور مرد دونوں کی اخلاقی حیثیت متاثر ہوگی بخلاف اس کے تعزیراتی قوانین کا تعلق محض مجرمین کو سزا دینے سے ہوتا اس لئے اسلام کے تعزیراتی قوانین کے عدم نفاذ کو مسلم پرسنل لاء کے خاتمہ کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا، جو لوگ یکساں سول کوڈ کے لئے تحریک چلا رہے ہیں، ان کا دائرہ کار کیا ہوگا یہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ہندوستان میں بسنے والے سبھی قوموں کے لئے پیچیدہ مسئلہ ہے، یکساں سول کوڈ کے معنی ہیں ایک ایسا قانون جو تمام فرقوں کے لئے یکساں ہو اور ان کے سلسلے میں جو ضابطہ بنایا جائے گا اس کا اطلاق تمام شہریوں پر ہوگا اس لئے اس کا تصادم فقہائے کے اجتہادات اور امت کے اجماع ہی سے نہیں ہوگا بلکہ اس کی زد میں قرآن وسنت کی صریح احکام بھی آئیں گے یہ سول کوڈ کس قسم کے ضوابط پر مشتمل ہوگا، اس کا جواب اگرچہ کہ اس وقت ملے گا جبکہ خدانخواستہ یکساں سول کوڈ بنانے کی نوبت آئے گی لیکن یہ کوڈ جن خطوط پر تشکیل پائے گا وہ نا معلوم اور غیر متعین نہیں ہیں کیونکہ اس کی تشکیل کثرت رائے کی بنیاد پر ہوگی، جیسا کے پارلیمنٹ میں قانون سازی کے لئے طریقہ مقرر ہے، اس طرح عملا اکثریتی طبقہ ہی اس کی تشکیل کرے گا اور اکثریتی طبقہ کے ذہین کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ وہ ان ہی خطوط پر سوچتا ہے جیسے تعداد ازدواج کی ممانعت ہونی چاہئے طلاق کا اختیار مرد کو نہیں بلکہ عدالت کو ہونا چاہئے وراثت کے معاملے میں لڑکے اور لڑکی کو حصہ برابر ہونا چاہئے وغیرہ اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہندو کوڈ کے آئینہ میں یکساں سول کوڈ کا عکس دیکھا جا سکتا ہے۔ جس کوڈ کا دستور کی دفعہ (44) میں وعدہ کیا گیا ہے وہ ہندو کوڈ کی طرح ہے، اگرچہ (ہندو کوڈ) نام کے اعتبار سے غلط فہمی پیدا کرنے والا ہے، لیکن موزوں (سول کوڈ) ہی ہے، جب اکثریتی طبقہ کا ذہن اور انداز فکر معلوم ہو تو اس سے یہ کیونکر توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ یکساں سول کوڈ بناتے وقت اس سے بالکل مختلف فیصلے کرے گا، لہٰذا ایک ایسا کوڈ جو ہندوستان کو بربادی کے دہانے پر پہنچا سکتا ہے وہ سول کوڈ ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے نفاذ سے مسلمان ہی نہیں، بلکہ عیسائی، سکھ، پارسی، جین تمام قوموں کو اپنے اپنے مذہب پر چلنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوگا، یکساں سول کوڈ کا راگ الاپنے والے دنیا کے دوسرے ممالک کا جائزہ لے سکتے ہیں ہر مذہب کے لوگوں کو آزادی کے ساتھ اپنے اپنے مذاہب پر چلنے کی اجازت ہے اور اس کے باوجود وہ سیکولر ممالک کہلاتے ہیں اس بات سے معلوم ہوا یکساں سول کوڈ نافذ کرنے کی وکالت کرنے والوں کا مقصد کچھ اور ہی ہے سوائے ہندو مذہب کے تمام مذاہب کے ماننے والوں کے عقیدوں کو بگاڑ دیا جائے اور ان کی مذہبی تعلیمات پر عمل کرنے سے روکا جائے اور لاچار و مجبور یکساں سول کوڈ کے نام پر ہندو مذہب کی پیروی کریں اور یہ کسی طرح بھی ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں ناممکن ہے اس لئے یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی جدوجہد سعی لاحاصل ہے۔

مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

مولانا وصی سلیمان ندوی

مسلمانوں پر بحیثیت ایک مسلمان اور امت کے جو شرعی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ان میں دعوت الی الاسلام کا کام بنیادی اہمیت کا حامل ہے، اس کام کے لئے اپنی توانائیاں صرف کرنا ایک طرح کا شرعی فریضہ ہے اور فقہائے اسلام نیز اہل افتاء کے نزدیک اس کی کم از کم حیثیت فرض کفایہ کی ہے۔ اسی طرح جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں ان کی ہمت افزائی، ان کے بنیادی مسائل کی طرف توجہ، اور تالیف قلب بھی ملت اسلامیہ پر ضروری ہے، ایک نئے مسلمان کے لئے ایسا ماحول فراہم کرنا جہاں وہ تحفظ کا احساس کر سکے، اور غیروں کے ظلم وستم اور ان کی بری نگاہوں سے محفوظ رہ سکے، یہ کام بھی ہر مسلمان کی ذمہ داری میں شامل ہے، عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی اپنے مطالعہ اور اسلام کی کشش کے باعث کسی کے پاس اسلام قبول کرنے کے لئے جاتا ہے تو یہ مسلمان، ملک کی انتہا پسند ہندو تنظیموں کے خوف سے اور غیر مسلموں کی مخالفت اور عتاب کے اندیشہ سے اس میں پس وپیش کرنے لگتا ہے، اطلاعات یہاں تک ہیں کہ جس مذہب کے پرستاروں کی اولین ذمہ داری پوری دنیا تک اسلام کی دعوت پہنچانے کی ہے وہ صاف صاف یہ کہتے نہیں جھجکتے کہ میاں تم اسلام کیوں قبول کر رہے ہو؟ تمہارے مسائل کون حل کرے گا؟ تمہاری شادی بیاہ کا بندوبست کہاں سے ہوگا؟ اگر اسلام قبول کرنا ہی ہے تو جاؤ اور کوشش کر کے اپنی برادری کے دوسرے لوگوں کو اور کم از کم اپنے خاندان کے لوگوں کو اسلام کے لئے آمادہ کرو، تاکہ ہم کو تمہارے مسائل میں الجھنا نہ پڑے، ہمارے درمیان اس طرح کے متعدد واقعات عموماً پیش آتے رہتے ہیں جہاں نو مسلموں کے مسائل کے سلسلہ میں مسلمانوں کے اندر سرد مہری اور بے حسی کا احساس ہوتا ہے، نو مسلموں کے مسائل کے سلسلے میں ہمارے اندر اب تک بیداری پیدا نہیں ہو سکی ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات ایک نیا مسلمان زیادہ دنوں تک اس ماحول سے ہم آہنگ نہیں رہ پاتا، اسلامی نقطہ نظر سے ہر نو مسلم ہمارا اسی طرح سے بھائی ہے جس طرح ایک قدیمی بھائی سے ہمارے برادرانہ روابط ہوتے ہیں، اور ان کے مسائل کے سلسلے میں فکر مند ہونا ہم پر اسی طرح واجب ہے جس طرح ہمارے بھائیوں کے سلسلے میں، بلکہ ایک نو مسلم جو نیا نیا مذہب، اپنا گھر بار اور بسا اوقات اپنے اعزاء واحباب کو چھوڑ کر ایک نئی جماعت کے رابطہ میں آتا ہے، تو اسے قدم قدم پر اجنبیت کا احساس ہوتا ہے، اس لئے اس کی دل جوئی اور اس کے ساتھ تعاون کی اور زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

اس زمانہ میں، جب اسلام کی شدید مخالفتوں کے نرغہ میں قبول اسلام کے عالمی رجحان میں اضافہ ہو رہا ہے، اور از خود اسلام قبول کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد روزانہ تیزی کے ساتھ اسلام میں داخل ہو رہی ہے، اور تقریباً روزانہ کے اخبارات میں دنیا کے کسی نہ کسی گوشہ میں کسی اہم شخصیت کے قبول اسلام کا واقعہ کا ذکر آتا رہتا ہے، اور اسلام کے کٹر مخالفین اور اس کے خلاف سازشیں رچنے والے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں، ان حالات میں ہماری ذمہ داریاں اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں، اور ایک داعی امت ہونے کی حیثیت سے نہ صرف ساری دنیا کے انسانوں تک اسلام پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے بلکہ ان کے مسائل حل کرنا اور انصار مدینہ کی طرح اپنے ان مہاجر بھائیوں کی ہمہ جہتی فکر کرنا بھی ہماری دینی، مذہبی اور اخلاقی ضرورت ہے۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مختلف خارجی اور نفسیاتی اندیشوں کے باعث ہمارے اندر اب تک اس سلسلہ میں بیداری کی شدید کمی ہے، جس کے سبب بسا اوقات کسی نو مسلم کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگر مسلمان اپنے اندر یہ احساس پیدا کر لیں کہ ان کی زندگی کا مقصد پوری انسانیت کو ابوجہل کے خیمہ سے نکال کر، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ میں شامل کرنا ہے، تو از خود اسلام میں آنے والوں کے سلسلہ میں خود بخود ذمہ داری کا احساس بڑھ جائے گا، اور نو مسلموں کی دشواریاں بڑی حد تک ختم کی جا سکیں گی۔ اس جانب تھوڑی سی توجہ بہت سے مسائل حل کر سکتی ہے۔

مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

سپریم کورٹ نے کٹھوا عصمت دری وقتل معاملے کی پھر سے سماعت کا حکم دیا

سپریم کورٹ نے بدھ کو جموں وکشمیر کی ایک عدالت کے فیصلے کو خارج کرتے ہوئے سال 2018 میں خانہ بدوش برادری کی آٹھ سالہ بچی کے ساتھ مبینہ طور پر عصمت دری کرنے اوراس کا قتل کرنے کے ملزمین کے خلاف پھر سے مقدمہ چلانے کا حکم دیا۔جسٹس اجے رستوگی اور جسٹس جے بی پاردی والا کی صدارت والی سپریم کورٹ کی بنچ نے کہا،''کٹھوا معاملے میں اہم ملزم کو نابالغ نہیں بلکہ ایک بالغ کے طور پر پیش کیا جانا چاہئے۔بنچ نے کہا کہ کٹھوا کے چیف جیوڈیشیل مجسٹریٹ نے اس معاملے میں ملزم کی نابالغ حالت کے پیش نظر فیصلہ سنایا ہے۔چیف جسٹس نے کہا کہ جموں وکشمیر حکومت نے دعوی کیا ہے کہ ہائی کورٹ نے جیوڈیشیل مجسٹریٹ کی عدالت کے اہم ملزم کو نابالغ بتائے جانے کے حکم کی غلط طریقے سے تصدیق کی تھی۔بنچ نے کہا،''ملزم کی عمر سے متعلق ثبوتوں کی کمی میں عمر کا تعین کرنے کے سلسلے میں ڈاکٹر کی رائے پر غور کیا جانا چاہئے تھا۔میڈیکل ثبوت پر بھروسہ کرنا یا نہ کرنا ثبوت کی نوعیت پر منحصر کرتا ہے۔سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا کہ کٹھوا مجسٹریٹ کے حکم کو منسوخ کردیا جاتا ہے اور ملزم کو جرم کے وقت نابالغ نہیں مانا جائے۔استغاثہ کے مطابق بکروال کی خانہ بدوش برادری کی آٹھ سالہ بچی کو کٹھوا کے رسانا علاقے سے 10 جنوری 2018 کو اغوا کرلیا گیا تھا اور وہ 17 جنوری کو مردہ پائی گئی تھی۔چارج شیٹ کے مطابق ملزم نے مندر میں متاثرہ کو اغوا کیا۔اسے نشیلی اشیا دی،اس کی عصمت دری کی اور پتھر سے مارا اور گلا گھونٹ کر اس کا قتل کردیا۔پٹھان کوٹ کی ایک عدالت نے 10 جون 2018 کو اس معاملے میں تین قصورواروں سانجی رام،دیپک کھجوریا اور پرویش کمار کو عمر قید کی سزا سنائی تھی۔(ایجنسی)

مذہبی نام استعمال کرنے پر سیاسی جماعتوں کے خلاف کارروائی

سپریم کورٹ نے مذہبی ناموں اور نشانات کے ساتھ انتخابی نشانات استعمال کرنے پر سیاسی جماعتوں کے خلاف کارروائی کی درخواست پر الیکشن کمیشن کو بیان حلفی داخل کرنے کے لیے مزید مہلت دی ہے۔عدالت نے انڈین یونین مسلم لیگ اور اے آئی ایم آئی ایم جیسی جماعتوں کو بھی جواب داخل کرنے کا وقت دیا۔کیس کی اگلی سماعت 25 نومبر کو ہوگی۔دراصل،مذہب تبدیل کرکے جتیندر نارائن تیاگی بننے والے سید وسیم رضوی نے یہ درخواست دائر کی ہے۔درخواست میں کہا گیا ہے کہ مذہبی نام یا علامت استعمال کرنے والی سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کی جائے۔پچھلی سماعت میں سپریم کورٹ نے درخواست گزار کو سیاسی جماعتوں پر بھی الزام لگانے کی اجازت دی تھی۔ستمبر میں سپریم کورٹ نے مذہبی ناموں اور انتخابی نشانوں والی سیاسی جماعتوں کے خلاف درخواست کی سماعت کے لیے رضامندی ظاہر کی۔(ایجنسی)

پروفیسر عقیل احمد با اخلاق اور نیک انسان تھے:مفتی سعید الرحمٰن قاسمی

مورخہ 17/نومبر 2022 کو مدرسہ عربیہ اسلامیہ جہان آباد کے سکریٹری، امارت شرعیہ کے نقیب اور ضلع جہان آباد کی معروف شخصیت جناب پروفیسر عقیل احمد کا مختصر علالت کے بعد سمن پورہ پٹنہ میں انتقال ہوگیا،موصوف دینی مزاج کے حامل اور علماء کرام سے بے پناہ محبت کرنے والے اور نیک دل انسان تھے،ان کے جنازے کی نماز 18/نومبر کو بعد نماز جمعہ ارکی جہان آباد میں ہوئی،اور ارکی کے قبرستان میں ہی تدفین عمل میں آئی،ان کے جنازے کی نماز میں امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی ہدایت کے مطابق مفتی سعید الرحمٰن قاسمی کی قیادت میں ایک وفد امارت شرعیہ سے ارکی پہونچا،وفد میں قائد وفد کے ہمراہ مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ،،مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ اور مولانا فیاض عالم قاسمی، مبلغ امارت شرعیہ شامل تھے،جنازے کی نماز قاری سمیع اللہ صاحب مہتمم جامعہ عربیہ اسلامیہ نے پڑھائی،جنازے کی نماز سے قبل مفتی سعید الرحمٰن قاسمی نے مختصراً خطاب کرتے ہوئے موت کی حقیقت اور دنیا کی بے ثباتی پر گفتگو کرنے کے بعد کہا جناب پروفیسر عقیل احمد صاحب کو اللہ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا،وہ انسانیت کے درد کو سمجھتے تھے،اور اپنے اخلاق وکردار سے دنیا کو قائل کر لیتے تھے،انہوں نے امارت شرعیہ اور جامعہ رحمانی مونگیر سے پروفیسر عقیل احمد کے تعلقات پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ موصوف امارت شرعیہ اور جامعہ رحمانی مونگیر سے والہانہ تعلق رکھنے والے لوگوں میں شامل تھے،اسی لئے ان کے انتقال کی خبر سن کر امیر شریعت دامت برکاتہم مغموم ہوئے،مغفرت کی دعا کی اور امارت شرعیہ سے ایک وفد کو جنازے میں شرکت کیلئے روانہ فرمایا،تدفین کے بعد امارت شرعیہ کے وفد نے ان کے صاحبزادگان" شمس،آصف،اور راشد و دیگر لواحقین سے مل کر تعزیت مسنونہ پیش کی،جنازے کی نماز میں شرکت کے لئے ضلع کے مختلف اطراف سے کثیر تعداد میں لوگ حاضر ہوئے تھے۔

جبراً تبدیلی مذہب انتہائی سنگین معاملہ:سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے جبراً تبدیلی مذہب کو انتہائی سنگی معاملہ قرار دیا ہے۔کورٹ نے پیر کو مرکز سے کہا کہ وہ اس کو روکنے کیلئے قدم اٹھائے اور اس سمت میں سنجیدہ کوشش کرے۔عدالت نے خبردار کیا کہ اگر جبراً تبدیلی مذہب کو نہیں روکا گیا تو ایک انتہائی مشکل صورتحال پیدا ہوگی۔جسٹس ایم آر شاہ اور جسٹس ہما کوہلی کی بنچ نے سالیسٹر جنرل تشار مہتا سے کہا کہ سرکار لالچ کے ذریعہ تبدیلی مذہب پر لگام لگانے کیلئے اٹھائے گئے اقدامات کے بارے میں بتائے۔بنچ نے کہا کہ یہ ایک انتہائی سنگین معاملہ ہے،مرکز کے ذریعہ جبراً تبدیلی مذہب کو روکنے لئے سنجیدہ کوشش کی جانی چاہئے۔بصورت دیگر انتہائی مشکل صورتحال سامنے آئے گی۔(ایجنسی)

دہلی کے بعد اعظم گڑھ میں ملی کئی ٹکروں میں لڑکی کی لاش

اتر پردیش کے اعظم گڑھ ضلع کے اہرولا تھانہ علاقہ کے پچھم پٹی گاؤں کے گوری کا پورا میں سڑک کنارے واقع ایک کنویں میں ایک لڑکی کی کئی ٹکروں میں لاش برآمد ہونے سے افراتفری مچ گئی۔واقعہ کی جانکاری ملتے ہی پولیس جائے واقعہ پر پہنچ گئی اور لاش کو کنویں سے باہر نکال کر جانچ میں مصروف ہوگئی۔فی الحال ابھی تک لاش کی شناخت نہیں ہوسکی ہے۔جائے واقعہ پر ڈاگ اسکواڈ اور فارینسک ٹیم کے ساتھ پولیس افسران موجود ہیں۔(ایجنسی)

طب وصحت

معدے کی آٹھ بیماریاں

تشخیص اور علاج کا وقت بڑا قیمتی ہے اسے ضائع نہ کریں جگر کی طرح معدہ بھی جسم کا اہم عضو ہے۔کھانا غذا کی نالی کے ذریعے معدے تک پہنچتا ہے اور پھر ایک منظّم انداز سے نشاستہ،وٹامنز،پروٹینز اور معدنیات ٹکڑے ہوکر جذب ہوتا ہے یا ناقابل ہضم اجزاء کی شکل میں جسم سے خارج ہوجاتا ہے۔کھانے پینے کی غلط عادات کی بدولت ہم معدے پر ظلم کرتے ہیں۔اناپ شناپ کھا کر اسے امتحان میں ڈالتے ہیں۔

معدے کی آٹھ ایسی بیماریاں ہماری توجہ چاہتی ہیں مثلاً معدے کا السر، انفیکشن، مسلسل درد،ورم،تیزابیت،سینے کی جلن،پیٹ پھولنا اور سرطان اہم ہیں۔بڑوں میں خصوصاً سردیوں کے موسم میں السر،گیسرائٹس، تیزابیت،جلن اور سوزش کی تکالیف سننے میں آتی ہے۔اس کیفیت کی علامات میں الٹی (قے) اور اسہال شامل ہیں۔ایسے افراد جو پان،گٹکا اور تمباکو برسہا برس سے استعمال کرتے آرہے ہیں ان میں معدے اور منہ کا کینسر ہونے کی صلاحیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔چھوٹے بچوں میں بھی اب معدے اور چھوٹی آنت کے انفیکشنز دیکھنے میں آتے ہیں۔مثال کے طور پر سیلیٹک ایک موروثی مرض ہے جس میں چھوٹی آنت کی غذائیت جذب کرنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے اور مریض گلوٹن یعنی گندم،جوار،جوا اور دلئے کی پروٹین برداشت نہیں کرتا۔اس کی علامات میں وزن اور خون میں کمی،کمزوری،بے ہوشی طاری ہونا،معدے کا درد،اسہال،جلدی بیماریاں اور چھوٹی آنت کا کینسر وغیرہ شامل ہیں۔اس عارضے کا علاج گندم کے استعمال سے تاعمر پرہیز ہے۔اس کے متبادل کے طور پر باجرے،مکئی،چاول یا چاول کے آٹے کی روٹی استعمال کی جاسکتی ہے۔بروقت اینڈوسکوپی اور خون کے مخصوص ٹیسٹ کئے جائیں تو بیماری کی تشخیص جلدی ہوجاتی ہے اور اسی رفتار سے علاج معالجہ بھی ہوجاتا ہے۔

معدے کا سرطان کیوں ہوتا ہے؟

اس مخصوص سرطان کی بنیادی وجوہ میں تمباکو نوشی،پان،گٹکے،الکحل،بگڑا ہوا السر اور Helicobacter Pylori جرثوما ہے۔جاپان میں اس عارضے کی شرح زیادہ ہے مگر انہوں نے اینڈوسکوپی کے ذریعے بہت حد تک اس پر قابو پا لیا ہے۔یہ طریقہ علاج Endoscopic Submucosal Dissection کہلاتا ہے جبکہ ہمارے یہاں مریض معالج سے اس وقت رابطہ کرتے ہیں جب کینسر لاحق ہوچکا ہوتا ہے۔

فوری احتیاطی تدابیر

اگر آپ کی عمر چالیس کے عشرے میں ہے تو معدے کی کسی تکلیف کو معمولی نہ سمجھیں۔ہیموگلوبن نہ بن رہا ہو یا الٹیاں بند نہ ہورہی ہوں تو فوراً اینڈوسکوپی کرائیں۔اس سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں دراصل ہمارے یہاں اینڈوسکوپی اور بائیوآپسی سے متعلق ابہام موجود ہیں حالانکہ یہ دونوں ہی محفوظ طریقے ہیں۔مریض یا متاثرہ شخص تربیت یافتہ گیسٹرانٹرولوجسٹ سے رجوع کرے۔ماضی کی نسبت اب اینڈوسکوپی کے ایسے جدید آلات دستیاب ہیں جن سے متاثرہ شخص کو تکلیف نہیں ہوتی۔بہتر یہی ہوتا ہے کہ ابتداء ہی میں مناسب تشخیص ہوجائے اور مرض پیچیدہ نہ ہو اگر مرض بگڑ جائے تو علاج بھی مشکل ہوجاتا ہے۔فروزن فوڈز بھی معدے کے کینسر کی اہم وجہ ہیں۔آج کل بچوں کے لنچ بکسز میں کوئی نہ کوئی فروزن فوڈ ضرور ہوتا ہے۔ماؤں نے اپنی تن آسانیوں کے لئے غیر صحت بخش غذاؤں کے استعمال کو طرز زندگی میں ڈھال لیا ہے۔اسکولوں کالجوں میں کولڈ ڈرنکس کا استعمال عام ہے جبکہ یہ کمزور ہڈیوں کے علاوہ ذیابیطس،موٹاپے اور گردوں کی تکالیف کا سبب بن رہے ہیں۔اس سے کہیں بہتر تازہ پھلوں اور ان کے عرقیات کا استعمال ہے۔خوراک اور انسانی صحت کا چولی دامن کا ساتھ ہے اس لئے کھانوں کا اثر ہماری شخصیت اور زندگی پر پڑتا ہے۔معدے اور آنتوں کی متوازن خوراک میں فائبرز اور فرکٹوز شامل کرنا ضروری ہے۔مثال کے طور پر کیلا،لہسن،پیاز،مکئی اور دالیں۔کم از کم 8 گلاس صاف (اُبلا ہوا) پانی پینا ضروری ہے۔مختلف ہری اور نارنجی سبزیوں کے علاوہ بادام،اخروٹ، مونگ پھلی،سویابین اور چلغوزے مفید ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ناشتہ ضرور کریں۔دوپہر کا کھانا وقت پر کھائیں اور رات کا کھانا کم اور سادہ کھائیں۔جسم کے ساتھ ساتھ دماغی صحت کا بھی ازحد خیال رکھنا ضروری ہے۔مثبت خیالات اور جسمانی چستی ہمیں خود اعتمادی عطا کرتی ہیں۔ذہنی دباؤ انسان کو بیمار کردیتے ہیں۔ان دباؤ کی صورت میں Adrenal Gland ایک ہارمون Adrenaline زیادہ بناتا ہے اور خون میں اس ہارمون کی زیادتی سے دل کی دھڑکن تیز ہوتی ہے۔بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے اور جگر سے گلوکوز خون میں آنے لگتا ہے۔اس لئے ذہنی تفکرات پر قابو پانا بہت اہمیت رکھتا ہے۔یاد رکھیں کہ ہر مشکل کا حل موجود ہوتا ہے۔تدبیر کرنا ہمارا کام ہے تو پھر کیوں اپنے ہاتھوں سے زندگی کا چراغ گل کیا جائے!

Volume:62/72,Issue:42R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو
مخدوم محی الدین

دارالقضاء کے نظام قضاء کا تحفظ اور ان کو اسلاف کے نقش قدم پر جاری رکھنا ہم سب کی ذمہ داری ہے: حضرت امیر شریعت

جمشید پور میں قضاۃ کے کل ہند سیمینار کا کئی اہم تجاویز پر اختتام

دارالقضاء کے فیصلوں میں کتاب وسنت، آثار صحابہ اور فقہاء امت کے طریقہ استدلال کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے اس سے انصاف تک رسائی میں آسانی ہوتی ہے، اللہ کا فضل وکرم ہے کہ امارت شرعیہ کا نظام قضاء سو سالوں سے انہیں اصولوں پر عمل کر رہا ہے، اور پریشان حال لوگوں تک منصفانہ وعادلانہ انداز میں اسلام کے نظام عدل کو پہونچا رہا ہے۔ان خیالات کا اظہار امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے تفہیم شریعت کے موضوع پر منعقد اصحاب افتاء وقضاء کے کل ہند سیمینار منعقدہ 13و 14 نومبر 2022 کے اختتامی سیشن سے کیا۔ یہ پروگرام آپ کی صدارت میں جھارکھنڈ کے مشہور شہر جمشید پور کے روائل گارڈن ذاکر نگر میں منعقد ہوا۔اس موقع پر حضرت امیر شریعت نے امارت شرعیہ کے نظام قضاء اور اس کے طریقہ کار روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ دارالقضاء کے فیصلوں کو فریقین ایمانی جذبے سے تسلیم کرتے ہیں، قضاۃ کی ذمہ داری ہے کہ فیصلے کی زبان کو آسان وسہل بنائیں اور دلائل سے اسکو مضبوط ومستحکم کرنے کی کوشش کریں۔حضرت امیر شریعت نے امارت شرعیہ کی سوسالہ خدمات اور حالیہ پیش رفت اور سرگرمیوں کا بھی تذکرہ کیا خاص طور پر ریاست جھارکھنڈ میں امارت شرعیہ کی طرف سے ہونے والی مختلف الجہات خدمات پر روشنی ڈالی۔اپنے خطبہ صدارت میں انہوں نے کہا کہ جلد ہی رانچی کے ہند پیڑھی میں ایک نیا مثالی تعلیمی ادارہ شروع کیا جائے گا، اس کی عمارت بن کر تیار ہے، فنشنگ کا کام چل رہا ہے۔نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے کہا کہ ہمارے قضاۃ حضرات خاص کر نوجوان قضاۃ کرام اس بات پر مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک خالص علمی مسئلہ میں تحقیق وجستجو کا خوب مظاہرہ کیا اور قضاۃ کے مسائل حل کرنے کا راستہ نکالا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نوجوانوں کے اندر بڑی صلاحیتیں رکھی ہیں، جن سے بڑے بڑے علمی وانتظامی کام لیے جا سکتے ہیں۔سیمینار کے مہمان خصوصی فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے کہا کہ 1857 کے بعد اس ملک میں تین نئی تحریکیں چلیں جنہوں نے مسلمانوں کے دین وایمان کے تحفظ کا بڑا کام انجام دیا، اس میں پہلی تحریک مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی مدارس کے قیام کی تحریک تھی، دوسری تحریک تحفظ دین کی خاطر حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ کی دعوت وتبلیغ کی تحریک تھی اور تیسری تحریک مسلمانوں کے ملی تشخص کے تحفظ اور بقاء کے لیے حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ کی قیام امارت شرعیہ کی تحریک تھی۔ان تینوں تحریکوں نے پورے ملک پر اپنے اثرات کو چھوڑا خاص کر امارت شرعیہ کی تحریک نے ملک کی آزادی کے بعد اقتدار سے محرومی کے باوجود مسلمانوں کے ایمان اور ان کے تشخص کی حفاظت کی۔کار قضاء امارت شرعیہ کی بنیاد ہے۔پورے ہندوستان میں نظام قضاء امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ذریعہ پھیلا ہے۔نظام قضاء اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اس کو پھیلانا اور اس کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے۔انہوں نے کہا کہ عالمی انقلاب کے بعد مغربی فلسفہ نے مختلف مذاہب وادیان کے تہذیبی کلچر کو متاثر کیا مگر مسلمانوں کے مذہبی اقدار کے آگے اس نے سپر ڈال دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا مذہب سے جو والہانہ رشتہ اور تعلق تھا وہ زندگی سے جڑا ہوا تھا، اس لیے مغرب کا فکری ٹکراؤ اسلام سے ہوتا رہتا ہے، اب جبکہ ہمارے ملک پر ہندوتو کا غلبہ ہوا اور اسرائیل سے روابط پیدا ہوئے تو مذہبی شعائر کو نشانہ بنانا شروع ہوا اور اسلاموفوبیا کا مسئلہ پیدا ہوا۔ان حالات میں اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ قرآنی اصول کی روشنی میں مناسب اور موثر طریقہ سے اہل باطل سے مذاکرہ کریں اور اسلام کے شرعی احکام کی حکمتوں اور مصلحتوں سے لوگوں کو روشناس کرائیں۔امیر شریعت کرناٹک مولانا صغیر احمد رشادی صاحب نے کہا کہ علم وتحقیق کے ساتھ میدان میں پوری تیاری سے آنا ہوگا خاص کر مسلمانوں کے عائلہ قوانین کے گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے، قضاۃ کے لیے ضروری ہے کہ وہ مدعی اور مدعا علیہ کے نفسیات سے بھی واقف ہوں۔مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے کہا کہ ملک کے موجودہ حالات میں عزم وحوصلہ کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے، ہمیں بصیرت، حکمت اور ہمت کے ساتھ اپنے مشن کو لے کر آگے بڑھنا ہے، خطرات کے درمیان سے ہی امید کی راہیں پیدا ہوتی ہیں۔مولانا مفتی احمد صاحب دیولوی صاحب نے اس طرح کے سیمینار برابر منعقد کرائے جانے کی تجویز رکھی، امارت شرعیہ آسام کے جنرل سکریٹری مولانا عطاء الرحمٰن نے کہا کہ آسام میں امارت شرعیہ اور نظام قضاء امارت شرعیہ بہار کے رہنما اصول کی روشنی میں قائم کیا گیا ہے اور اب بھی ہم یہاں سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ جن اصحاب نے زیر بحث موضوع پر مقالے لکھے وہ نہایت قیمتی اور قابل قدر ہیں، میں دل سے ان کو مبارک باد دیتا ہوں۔مولانا مفتی صالح مظاہری نائب ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارن پور نے کہا کہ یہاں اصحاب افتاء وقضاء کا مناقشہ قابل صد رشک تھا، دوسروں کی رائے کا احترام کرتے ہوئے خوبصورتی سے لوگوں نے استدلال کی روشنی میں اپنی رائے کا اظہار کیا، اس کے لیے میں مقالہ نگاروں کو مبارک باد دیتا ہوں۔مولانا فریدالدین چودھری آسام، مولانا ذکاء اللہ شبلی اندور، ڈاکٹر امجد خان چنئی، مفتی زین العابدین امام جامع مسجد ساکچی جمشید پور، مولانا نشاط احمد مظاہری، مولانا مفتی تاج الدین میسور، مفتی تبریز عالم قاسمی دہلی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور قیمتی مشورے دیے جبکہ استقبالیہ کمیٹی کے جنرل سکریٹری جناب ریاض شریف اور کنویز قاضی سعود عالم قاسمی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء مولانا محمد انظار عالم قاسمی نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے اجتماع کے اغراض ومقاصد کو بتایا اور کہا کہ دارالقضاء سے امت مسلمہ کو بڑا فائدہ پہونچ رہا ہے، ہماری کوشش ہے کہ اس فائدہ کو اور آگے بڑھایا جائے۔اس کے بعد زیر بحث مسئلہ میں تلخیص مقالات معاون قاضی امارت شرعیہ مولانا راشد انور قاسمی صاحب نے پڑھ کر سنایا، جس پر شرکاء حضرات نے مناقشہ میں حصہ لیا اور اپنی قیمتی آراء پیش کیں۔مناقشہ میں حصہ لینے والوں میں مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا سہیل احمد ندوی، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا ضمیرالدین قاسمی کولکاتا، مولانا محمد عادل فریدی قاسمی، مولانا بسم اللہ صاحب ڈابھیل، مولانا مفتی عبدالباسط صاحب آسام، قاضی عمران صاحب بالاساتھ، قاضی انور صاحب رانچی، مولانا ارشد علی رحمانی دربھنگہ، مفتی محمد صالح صاحب مظاہر العلوم سہارن پور، مفتی روح الامین قاسمی المعہد العالی، قاضی عبدالجبار آندھرا پردیش، مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ، مولانا جنید قاسمی جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا فخرالدین قاسمی شیوہر، قاضی سعود عالم قاسمی جمشید پور، مولانا شمیم اکرم رحمانی، مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت پورنیہ، مولانا شمشاد قاسمی جئے پور، مفتی فاروق صاحب قاسمی ناگپور، مفتی ریاض قاسمی جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا مطیع الرحمٰن بھیونڈی، مولانا صبغۃ اللہ قاسمی کٹک، مولانا مفتی امتیاز قاسمی امارت شرعیہ، مولانا ریاض ارمان قاسمی ناگپاڑہ، مولانا رضوان احمد ندوی امارت شرعیہ، مولانا محمد ابوالقاسم رحمانی قاضی شریعت سوپول، مفتی سیف اللہ قاسمی الٰہ آباد، مولانا عمر فاروق لوہردگا، مولانا رضوان صاحب یکہتہ، مولانا عبد اللہ صاحب الٰہ آباد، قاضی رضی احمد رحمانی مونگیر، مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ، مولانا نورالحق رحمانی المعہد العالی، شیخ محمود رشادی، مولانا قاضی کامل صاحب نئی دہلی، مولانا کلیم اللہ مظہر قاسمی، مولانا عبدالواحد رشادی گلبرگہ، مولانا عبدالقیوم قاسمی ہریانہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

مناقشہ کے بعد تینوں سوالوں سے متعلق تجاویز طے کرنے کے لیے تجویز کمیٹی کی تشکیل ہوئی، جس میں مفتی سہیل احمد قاسمی، مفتی وصی احمد قاسمی، مولانا شاہد قاسمی دھنباد، قاضی عبدالودود قاسمی راورکیلا، مولانا ذیشان قاسمی مرکزی دار القضاء، مفتی امتیاز قاسمی المعہد العالی، قاضی کامل قاسمی دہلی، مولانا طاہر قاسمی سعود عالم قاسمی، مولانا نعیم قاسمی احمد آباد، قاضی انور قاسمی رانچی، مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، مولانا ارشد قاسمی پورنیہ، مولانا ثناء اللہ قاسمی ہزاری باغ، مولانا عبداللہ نور قاسمی تھانے، مولانا ہارون قاسمی بنگلور، مولانا عمران قاسمی بالا ساتھ، قاضی سیف الرحمٰن قاسمی الٰہ آباد، مولانا عبدالودود لشکر آسام، مولانا زبیر قاسمی آسنسول، مولانا بسم اللہ قاسمی ڈابھیل مولانا مفتی اظہر مظاہری جامعہ رحمانی مونگر، مفتی تبریز قاسمی دہلی، مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ، مفتی ذکاء اللہ شبلی قاسمی اندور شامل تھے۔اس تجویز کمیٹی نے شرکاء کے مقالے، ان کے ذریعہ پیش کردہ دلائل اور مناقشوں کی بنیاد پر مندرجہ ذیل تجویز مرتب کی، تجویز بابت سوال نمبر 01: ۔تحقیق طلاق کے معاملہ میں زوجین کی جانب سے نکاح کا اقرار ہی ثبوت نکاح کے لیے کافی ہے، اس لیے کہ اقرار اصل ہے، البتہ اگر کسی اہم معاملہ میں قاضی اپنی قوت تمیزی سے اثبات نکاح کی تحقیق کی ضرورت محسوس کرے تو کر سکتا ہے۔(بقیہ صفحہ:۱۳ پر)

☆اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔**رابطہ اور واٹس اَپ نمبر 9576507798.**

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔(**منیجر نقیب**)